اسلام بزور شمشیر نہیں پھیلا

دین اسلام کا بذریعہ تلوار کے غالب کیا جانا اور چیز ہے اور بذریعہ تلوار کے پھیلانا اور چیز ہے دونوں میں بیّن فرق ہے۔ بذریعہ تلوار کے غالب کئے جانے کا تو مطلب یہ ہے کہ اسلام کی مخالف طاقتیں جو اسلام اور مسلمانوں کے فنا کرنے کے درپے تھیں جن کو قرآن میں فرمایا کہ خدا کے نور کو منہ سے پھونک کر بجھانا چاہتے ہیں۔ ان طاقتوں کو مغلوب کر دیا جائے تاکہ اسلام کے مٹانے پر ان کو قدرت نہ رہے اور اسلام کے بزور شمشیر پھیلانے کا یہ مطلب ہے کہ لوگوں سے یہ کہا جائے کہ مسلمان ہو جاؤ ورنہ مار ڈالے جاؤ گے۔ تو یہ بات کبھی نہیں ہوئی۔ نہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ واصحابہ وسلم کے عہد مبارک میں، نہ آپؐ کے خلفائے راشدین کے زمانے میں۔

قرآن شریف میں صاف فرمایا کہ "لا اکراہ فی الدین" یعنی زبردستی کرنا دین میں جائز نہیں —— یہ بھی عجیب بات ہے کہ دنیا میں ہر بادشاہ اپنے باغیوں کو فنا کرنے کی کوشش کرتا ہے اور کوئی اس کو معیوب نہیں سمجھتا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ خداوند عالم جل شانہٗ جو سب بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ اس کے باغیوں کو انبیاء علیہم السلام نہ تیغ کریں اس پر اعتراض کیا جائے۔ خصوصاً جبکہ وہ باغی اس قدر آمادہ شرارت ہو گئے ہوں — کہ فرمانبرداروں کی زندگی تلخ کر دیں اور ان کی عافیت کو خطرہ میں ڈال دیں۔

حضرت امام اہل سنت مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمہ اللہ تعالےٰ

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

محمد سعید الرحمٰن علوی

عَنْ عَائِشَۃَ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بَعَثَ رَجُلاً عَلٰی سَرِیَّۃٍ فَکَانَ یَقْرَأُ لِاَصْحَابِہٖ فِیْ صَلَاتِہِمْ فَیَخْتِمُ بِقُلْ ھُوَ اللہُ اَحَدٌ فَلَمَّا رَجَعُوْا ذَکَرُوْا ذَالِکَ لِرَسُوْلِ اللہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فَقَالَ سَلُوْہُ لِاَیِّ شَیْئٍ یَصْنَعُ ذَالِکَ ؟ فَسَاَلُوْہُ فَقَالَ لِاَنَّھَا صِفَۃُ الرَّحْمٰنِ فَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَقْرَأَ بِھَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اَخْبِرُوْہُ، اَنَّ اللہَ تَعَالٰی یُحِبُّہٗ۔ (بخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی سریہ (وہ جنگ جو بعہد نبوی ہوتی تھی لیکن آپ اس میں شرکت نہ فرماتے اور جس میں آپ شریک ہوتے اسے غزوہ کہتے ہیں) پر بھیجا، جب وہ لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے اور ہر نماز کو "قل ھو اللہ احد" پر ختم کرتے تھے۔ جب لوگ سریہ سے واپس ہوئے تو اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ آپ نے فرمایا۔ ان سے پوچھو ایسا کیوں کرتے تھے؟ جب ان سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ اس میں رحمان (اللہ تعالیٰ) کی صفت ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کو پڑھا ہی کروں۔ آپ نے فرمایا ان کو خبر کر دو کہ اللہ ان سے محبت کرتا ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کا تعلق اپنے بندوں کے ساتھ ایسا ہے کہ بندہ اپنے مالک سے جس قسم کا گمان رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ویسا ہی سلوک کرتے ہیں۔

ایک حدیثِ ارشاد ہے کہ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ کہ میں اپنے بندہ کے ساتھ اس کے گمان کے مطابق سلوک کرتا ہوں۔ چونکہ یہ بندۂ خدا سورۃ اخلاص بکثرت پڑھتے اور بار بار پڑھتے محض اس لیے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اس لیے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو خبر کر دو کہ خدا بھی اس سے محبت کرتا ہے۔

قرآن کریم میں ہے کہ تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا (البقرہ) اور اللہ تعالیٰ کا یاد کرنا تو ایسا ہے کہ وہ فرشتوں کی نورانی مخلوق میں اپنے بندوں کا ذکر کرتے ہیں اور اس پر فخر بھی فرماتے ہیں۔ بندہ چل کر ان کی طرف جاتا ہے تو وہ بندہ کی طرف دوڑ کر متوجہ ہوتے ہیں۔

کس قدر مقام تاسف ہے کہ اللہ کی پاک ذات جس نے ہم سب کو پیدا کیا۔ ہر قسم کی نعمتوں سے نوازا، اور بن مانگے ہماری تمام ضروریات پوری کیں۔ اس سے ہم غافل و دور رہیں اور اس کے دروازہ پر نہ جھکیں؟ حقیقت یہ ہے کہ مولائے قدوس کی بے پایاں رحمت بہانے ڈھونڈتی ہے۔ ع، رحمت حق بہانہ مے جوید۔ وہ ایک ایسی عورت کو معاف فرما دیتی ہے جس نے ساری عمر اپنی عصمت کا آبگینہ چکنا چور کیا لیکن اس نے ایک پیاسے کتے کی پیاس بجھانے کا جب اہتمام کیا تو اللہ تعالیٰ کو اس پر رحم آ گیا۔

حضور علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے کہ تم زمین والوں پر

(باقی ۳۴ پر)

جلد ۲۵ ٭ شمارہ ۲۹

۲۹ر صفر ۱۴۰۰ھ ٭ ۱۸ر جنوری ۱۹۸۰ء

ہندوستان کے انتخابات

۱۹۷۷ء میں ہندوستان میں انتخابات ہوئے تو مسز اندرا گاندھی کا سنگھاسن ڈول گیا اور مختلف پارٹیوں پر مشتمل اتحاد "جنتا" کامیاب ہو کر برسرِ اقتدار آ گئی۔ اندرا گاندھی نے بلا حیل و حجت اقتدار کامیاب پارٹی کے سپرد کر دیا۔ اس دوران جنتا پارٹی کی حکومت کام کرتی رہی لیکن جلد ہی حالات اس کے کنٹرول سے باہر ہو گئے۔ ڈیسائی صاحب جو وزیر اعظم تھے ان کے خلاف عدم اعتماد کی قرارداد ہو گئی لیکن انہوں نے پہلے استعفیٰ دے کر میدان خالی کر دیا۔ خرابیٔ بسیار کے بعد چودھری چرن سنگھ کی حکومت قائم ہوئی لیکن وہ جلد ہی حالات کا شکار ہو گئی اور انہیں بھی استعفیٰ دینا پڑا لیکن انہوں نے کچھ عرصہ نگران حکومت کا فریضہ سرانجام دیا اور اب درمیانی مدت کے انتخابات میں کانگریس 'آئی' جس کی قیادت مسز گاندھی کر رہی ہیں واضح اور بھرپور اکثریت سے کامیاب ہو گئی ہے۔

یہ حالات اس بات کے غماز ہیں کہ وہاں جمہوریت اتنی مستحکم ہو چکی ہے کہ عوام کی رائے پر کوئی آسانی سے مسلط نہیں ہو سکتا اور نہ ہی وہاں کی حکومتیں اپنے اقتدار کا سہارا لے کر اپنے مخالفین کو ہراسنے کی کوشش کرتی ہیں۔ انتخابی عملہ انتظامی مشینری اور دوسرے ادارے اپنے اپنے کام میں مصروف رہتے ہیں اور کسی کو اہل سیاست سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔

ایک ہی وقت میں معرضِ وجود میں آنے والے دو ملکوں کے حالات میں اتنا واضح فرق ہمارے لیے المیہ ہے۔ اس کے اسباب بالکل واضح ہیں کہ ہم دنیا کے سب سے بہترین نظام کے نام لیوا ہونے کے باوجود خلوص سے اس پر عمل نہیں کرتے اور ہم نے اسلام کو اپنی اغراض کا نشانہ بنا رکھا ہے۔

اس شمارے میں

ہندوستان کے انتخابات (اداریہ)
سنّت جہاد (مجلس ذکر)
اسلام۔ مذہب ہدایت (خطبہ جمعہ)
زمینداری کا شرعی نظام
اسلام پر یہود کے حملے
فاضل بریلی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
اسلام اور میڈیکل سائنس
بادۂ شیراز در جامِ اردو
اسلامی معاشرت
تعارف و تبصرہ
علماء اور حکومت

رئیس الادارہ
پیرِ طریقت حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

مدیر منتظم: میاں محمد اجمل قادری
مدیر: محمد سعید الرحمٰن علوی

بدل اشتراک	سالانہ ۶۰/- روپے، ششماہی ۳۰/- روپے
	سہ ماہی ۱۵/- روپے - فی پرچہ ۱/۵۰ روپے

زندگی کے اس نازک موڑ پر ہمارا فرض ہے کہ ہم بے خوفی و جرأت سے کام لے کر اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم کی بتلائی ہوئی راہ پر عمل کریں۔ نظامِ عبادت کے ساتھ ساتھ زندگی کے باقی شعبوں میں بھی اسوۂ رسولؐ کی پیروی کریں۔ اور دشمنانِ اسلام کو اپنے اوپر ہنسنے کا موقعہ نہ دیں۔ اگر ہم نے صورتِ حال کا سنجیدگی سے جائزہ نہ لیا اور اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لیے اپنی ذمہ داریاں پوری نہ کیں تو ہمارا صفحۂ ہستی سے مٹ جانا حالات و واقعات کا فطرتی ردِ عمل ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اصلاح احوال کی توفیق بخشیں۔

علوی

بقیہ : احادیث الرسول

رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔ لیکن ہم رحم، ایثار، قربانی، ہمدردی اور غم خواری کے بجائے ظلم و زیادتی، شرارت، قتل و غارت گری اور لوٹ کھسوٹ کے عادی ہو چکے ہیں۔ اس کی وجہ محض یہی ہے کہ ہمیں اپنے رب سے سچی محبت نہیں۔ مشرکین و معاندینِ حق کو اپنے جھوٹے معبودوں سے جب بھی محبت تھی اب بھی ہے۔ اس کے مقابلہ میں قرآن کریم نے اس دور کے مسلمانوں کا نقشہ کھینچا کہ انہیں اللہ سے بہت زیادہ محبت ہے (البقرہ) اتنی محبت کہ کوئی تجارت کوئی کاروبار انہیں خدا کی یاد و بندگی سے غافل نہیں کر سکتا۔ (نور)۔

لیکن آج کے ہم مسلمان — اپنے معبود حقیقی سے کتنے دور ہیں؟ اس کی یاد سے کتنے غافل ہیں؟ نماز نہ روزہ، سچائی نہ دیانت، پھر پریشانیاں اور دکھ ہمیں گھیر لیتے ہیں — دلوں کا اطمینان رخصت ہو جاتا ہے۔ سکون و طمانیت کی زندگی سے ہم محروم ہو جاتے ہیں ان سب چیزوں کا علاج "یادِ الٰہی" میں ہے "خبردار! اللہ کا ذکر دلوں کو اطمینان نصیب کرتا ہے" (الرعد) حضور علیہ السلام ہمہ وقت یادِ الٰہی میں مشغول رہتے اور آپؐ نے امت کو بھی حکم دیا، کہ تمہاری زبان اس کی یاد و ذکر سے تر رہنی چاہیے۔

کتنے خوش نصیب تھے وہ لوگ جو صفت رحمان کی بار بار تکرار کی وجہ سے اللہ کے محبوب بن گئے اور رسول برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خوشخبری دی۔

کاش! کہ ہم بھی ان سنہری اعمال کو اپنا کر گوہر مراد حاصل کر سکیں۔

بقیہ : خطبہ جمعہ

حَقًّا، فَاَعْطِ كُلَّ ذِىْ حَقٍّ حَقَّهٗ

اے ابودرداءؓ! تیرے پروردگار کا بھی تجھ پر حق ہے، تیرے اہل و عیال کا بھی تجھ پر حق ہے تم سچے مسلمان اسی وقت ہو سکتے ہو جبکہ تم ہر ایک حق دار کا پورا حق ادا کرو۔

اے برادرانِ اسلام!

اسلام کیا ہے؟ انسانی حقوق کی منصفانہ تقسیم۔ خدا تعالیٰ نے خود اپنے کلام میں انسانوں کے لیے یہ تقسیم مکمل کر دی ہے۔ جب تک فرزندانِ آدم اس تقسیم پر رضامند نہیں ہوں گے دنیا میں کبھی امن نہیں ہوگا۔

و اٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین!

مجلسِ ذکر

ضبط و ترتیب : علوی

سُنّتِ جہاد کو زندہ کرنا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے!!

پیر طریقت حضرت مولانا عبدالشہید انور دامت برکاتہم

میرے محترم بھائیو!! آج ہمارے سامنے بڑے سنگین مسائل ہیں۔ ہمارا برادر پڑوسی مسلمان ملک خطرناک اور سنگین صورتِ حال سے دوچار ہے۔ یہ خطرہ بڑھ کر دوسرے علاقوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے سکتا ہے۔ اس قسم کے خطرات کا جو صحیح حل ہے وہ ہے جہاد فی سبیل اللہ —— ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم جہاں مزکی و معلم تھے وہاں بہت بڑے مجاہد بھی تھے بلکہ مجاہدین کے قائد و امام۔ آپؐ نے اپنے مبارک زمانہ میں چھوٹی بڑی ۸۴ جنگیں لڑیں۔ جن میں سے کچھ میں آپؐ بنفسِ نفیس شریک تھے اور بعض میں دوسرے حضرات کو سربراہ بنا کر بھیجا۔ مختلف جنگوں میں آپؐ کی تدابیر اور انتظامات کو دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ آپؐ کے بعد خلفاء اسلام نے اپنے اپنے وقت میں اس سنّتِ جہاد کو زندہ رکھا اور وقت کی رفتار کے ساتھ اسلحہ و سامانِ حرب کا پورا پورا اہتمام کیا لیکن جونہی یہ سلسلہ متروک ہوا تو ہم پر ادبار و غلامی کے بادل منڈلانے لگے۔ حتیٰ کہ ایک وقت ایسا آیا کہ بعض نام نہاد مصلحین و مفکرین نے اسلام کی مقدس تعلیم جہاد کی روح کو ملیا میٹ کرنا شروع کر دیا۔ جس کی وجہ مستشرقین یورپ کے بے ہودہ اعتراضات تھے —— روایت و درایت کی روشنی میں ان اعتراضات کا جواب دینے اور یورپ کی بربریت کا نقشہ اس پر ظاہر کرنے کے بجائے احساس کمتری کا شکار "مصلحین" نے ایسا رویّہ اختیار کیا لیکن جب اس سے بھی گاڑی نہ چلی تو سرکارِ مدینہ کے مقابلے میں مستقل محاذ کھول کر اسلام کے تصوّرِ جہاد کو حرام ٹھہرایا جانے لگا اور کچھ دوسرے عناصر نے اس سنّت کو زندہ کرنے والے مجاہدین کی کردارکشی شروع کر دی۔ ان اسباب و عوامل نے یہ روزِ بد ہمیں دکھایا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ شمشیر و سناں کی رسیا قوم چنگ و رباب کا شکار ہو کر رہ گئی۔ بین الاسلامی سطح پر مسلمان قوم کی لام بندی، تمام نوجوانوں کو فوجی تربیت دینا اور دینی اعمال و فرائض کی بجا آوری نیز سادگی و قناعت وقت کی ضرورت ہے اور اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ اسلحہ سازی کے معاملہ میں ہم خود کفیل ہوں اور دائیں بائیں کی کش مکش سے الگ رہ کر اپنی دنیا خود بسائیں۔

اللہ رب العزت ہمارے گناہوں کو معاف فرماتے اور ہمارے افغان بھائیوں کی امداد فرماتے۔

خطبہ جمعہ

ضبط و ترتیب : ادارہ

اسلام، مذہب ہدایت

○ جانشین شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عبید اللہ انور مدظلہم ○

بعد الحمد والصلوٰۃ:
اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم:
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:
وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ -

اس سے بڑا گمراہ کون ہوگا جو خدا کا قانون چھوڑ دے اور اپنی خواہشات کے مطابق خود قانون بنا کر اُن پر چلنا شروع کر دے جو بھی قوم ایسا کرے گی، وہ ظالم ہے وہ کبھی اپنی مراد کو نہیں پہنچے گی۔

برادرانِ اسلام! تاریخ میں ہزاروں مثالیں موجود ہیں کہ جب بھی کسی قوم نے قانونِ الٰہی کے بجائے اپنے خود ساختہ قوانین کی پیروی کی ہے وہ تباہ و برباد ہونے سے نہیں بچی۔ مگر آج آپ کو تاریخ کے اوراق الٹنے کی ضرورت نہیں۔ آج خود اہل یورپ آپ کے سامنے برباد ہو رہے ہیں اور ان سے زیادہ ابتلاء کا اہل اسلام شکار ہیں۔ شاید آپ نے آج تک مَنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ کا مطلب پوری طرح نہیں سمجھا۔

اتباعِ ہوا یہ ہے کہ انسانی جماعت اپنے ذاتی فائدہ کے مطابق خود قانون بنائے اور ان پر چلے۔ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ کا مطلب یہ ہے کہ وہ قانون سازی کے وقت اُن اصولوں اور حدود کا لحاظ نہ کرے جو اللہ نے طے کر دی ہیں۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ کا مطلب یہ ہے کہ جو قومیں دنیا کا انتظام قائم رکھنے کے لیے خدائی اصولوں کو نظر انداز کر کے اپنے خود ساختہ قوانین پر بھروسہ کریں گی وہ کبھی کامیاب نہ ہوں گی۔

عزیزانِ ملت! آپ فتویٰ دیجئے۔ آج سے چند سال پہلے آپ کو اہل یورپ کے علم و عقل پر کس قدر بھروسہ تھا؟ یہ واقعہ ہے کہ ہمارے بعض بھائیوں کو اپنے دینی اصولوں پر اس قدر بھروسہ نہیں تھا جس قدر یورپین قوانین پر بھروسہ تھا۔ صرف پاکستانی مسلمان ہی اس غلط فہمی کا شکار نہیں ہوئے بلکہ قریباً تمام کی تمام اسلامی حکومتوں نے بھی اسلامی قوانین کو نظر انداز کر کے اپنے ملکی قوانین کو جرمنی، اٹلی، فرانس، روس اور سوئٹزرلینڈ کے بنائے قوانین کے سانچے میں ڈھال لیا تھا۔ ہم یورپین قوانین کی صرف ظاہری ٹیپ ٹاپ کو دیکھ رہے تھے مگر ان باطنی فسادوں اور اندرونی بیماریوں سے غافل تھے جو ان قوانین کی پیروی کے بعد اہل یورپ میں پیدا ہو رہی تھیں۔ یورپین قوانین کی مثال ایسی ہے جیسے کسی کافر کی قبر۔ اس قبر کے اوپر نہایت عجیب عمارت بنی ہوتی ہے، صفائی

ہوتی ہے، گملے رکھے ہوتے ہیں اور پھول کھلے ہوتے ہیں، مگر قبر کے اندر عذابِ الٰہی کی بھٹیاں سلگ رہی ہوتی ہیں یا تہذیب یورپ کی مثال۔ ایک طاقتور زہریلی دوا کی ہے۔ ایک بیمار جب اس دوا کو کھاتا ہے تو اس کا خون حرکت میں آجاتا ہے، طاقت قائم ہو جاتی ہے اور چہرہ سرخ و سفید نظر آنے لگتا ہے۔ مگر تھوڑے ہی دن بعد جب اس کے جسم کے بہترین مادے زہر کے اثر سے جل جاتے ہیں تو اُسے معلوم ہوتا ہے کہ جس عارضی جوش و طاقت کو وہ تندرستی سمجھتا تھا وہ تندرستی نہیں ہے بلکہ موت کا پیغام ہے۔ یورپ کے قوانین چونکہ اصولی طور پر خواہشاتِ عوام کے مطابق بنائے جاتے ہیں اس واسطے اُن کی پیروی سے دنیا کو نفس پرستی کے سوا اور کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ زہریلی دوا کی طرح اب یورپ کے عارضی جاہ و جلال کا زمانہ ختم ہو رہا ہے اور وہی مادی طاقت جس پر کبھی اس کو ناز تھا اب اس کی زندگی، تہذیب، دولت اور صنعت و تجارت کو برباد کر رہی ہے؟

اے برادرانِ اسلام! یہ بربادی بے سبب نہیں ہے۔ اس بربادی کی تہ میں کوئی اصولی نقص ہے یعنی اہل یورپ کا اپنی عقل کو خدا کی ہدایت پر مقدم کر لینا۔ دیکھو، آج تمام یورپ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ کی تصویر بنا ہوا ہے وہ خود بھی مر رہا ہے اور اس پوری انسانیت کو بھی جو اس کے زیر سایہ آباد تھی، اپنے ساتھ برباد کیا رہا ہے۔ ع

ہم تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے

عزیزانِ اسلام! اب سوال یہ ہے موجودہ انسانیت، مصیبت کے اس چکر سے کیونکر نکل سکتی ہے؟ آپ نے سنا ہوگا، کہ دنیا کی دو سب سے بڑی سلطنتوں برطانیہ اور امریکہ کے دو سب سے بڑے لیڈر چرچل اور روزولٹ مشورہ کے لیے جمع ہوئے تھے۔ ان دونوں نے مل کر دنیا کے سامنے آٹھ اصول پیش کیے تھے جن پر آئندہ دنیا کا نظم و نسق چلایا جائیگا پہلا اصول یہ ہے کہ جنگ فتح کرنے کے بعد امریکہ اور برطانیہ اپنی اپنی سلطنت میں کوئی نیا علاقہ شامل نہیں کریں گے، دوسرے یہ کہ کسی بھی ملک میں کوئی ایسی تبدیلی نہ کی جائے گی جو اس ملک کے باشندوں کی رائے کے خلاف ہو۔ تیسرے یہ کہ جن ملکوں کو جبراً غلام بنا لیا گیا ہے انہیں دوبارہ آزاد کر دیا جائے گا اور وہاں ایسا طرزِ حکومت رائج کیا جائے گا جو باشندوں کی رائے کے مطابق ہو۔ چوتھے یہ کہ امریکہ اور برطانیہ اپنی موجودہ ذمہ داریوں کا لحاظ رکھتے ہوئے تمام چھوٹی بڑی حکومتوں کو تجارتی اور مالی برابری کا درجہ دیں گے۔ پانچویں یہ کہ تمام ملکوں کے درمیان اقتصادی اور مجلسی تعاون کی راہیں کھولی جائیں گی۔ چھٹے یہ کہ مکمل فتح اور تمام اقوام کی مکمل حفاظت و آزادی کے بغیر مخالفوں سے صلح نہیں کی جائے گی۔ ساتویں یہ کہ ایسی پُرامن فضا میں سب قوموں کی آمد و رفت کے لیے سمندری راستے کھول دیے جائیں گے۔ آٹھویں یہ کہ ہتھیار بندی کو اس حد تک گھٹایا جائے گا کہ امن پسند قومیں جنگی ہتھیاروں کے بوجھ اور دباؤ سے سبکدوش ہو جائیں۔

یہ ہیں وہ آٹھ اصول جو برطانیہ اور امریکہ نے دنیا کے سامنے پیش کیے تھے۔ لیکن ان پر عمل کس نے کیا؟

یورپ اور امریکہ اور اب روس
اور دوسری نام نہاد بڑی طاقتیں
اسی طرح انسانیت کی تذلیل کر
رہی ہیں اور انہیں ذرہ برابر
اپنے بھی اصولوں کا پاس و
لحاظ نہیں۔

آگے چل کر معلوم ہوگیا
کہ یہ آٹھ اصول دنیا کی
مشکلات کا صحیح حل نہیں ہیں۔
پھر ۱۴ اگست ۱۹۴۱ء کو چرچل
اور روز ویلٹ نے یہ اعلان
کیا کہ "ہر ملک کو آزاد کیا
جائے گا اور کسی ملک پر اس
کے باشندوں کی رائے کے خلاف
کوئی حکومت قائم نہیں کی جائیگی"۔
مگر اس کے چند ہی روز بعد
انہی چرچل صاحب نے یہ اعلان
کر دیا کہ ہمارے امریکہ والے
اعلان کا برطانوی مقبوضات اور
ہندوستان پر کوئی اثر نہ ہوگا
ان کے ساتھ ہم اپنے پہلے وعدوں
اور ذمہ داریوں کے مطابق سلوک
کریں گے"۔

دیکھ لیا آپ نے آٹھ
اصولوں کا نتیجہ؟ یہ الگ بات
ہے کہ اللہ تعالےٰ نے انہیں
ذلیل و رسوا کیا اور برصغیر کے
عوام بالخصوص مسلمانوں کو حصول
آزادی کی خاطر توفیق بخشی اور
جونہی برصغیر آزاد ہوا تو ہمارے
بزرگوں کے کہنے کے مطابق ساری
دنیا میں آزادی کی رو چل پڑی۔
اور وہ برطانیہ جس کے حدود مملکت
میں سورج غروب نہیں ہوتا تھا
ایک جزیرہ میں تبدیل ہو گیا۔

پہلے اعلان نے جو اطمینان
کی فضا پیدا کی تھی دوسرے نے
اسے زخمی کر دیا ہے —— آپ
پوچھیں گے ایسا کیوں ہوتا ہے؟
صرف اس لیے ہوتا ہے کہ اہل
یورپ کا دل پاک نہیں ہے،
چونکہ یورپ کے تمام قوانین ہر
ایک قوم کی نفسانی خواہشات کے
میں ڈھل کر بنائے جاتے ہیں اس
واسطے یورپ میں ہر جگہ وطنی
نفس پرستی اور قومی خود غرضی اپنی
انتہا کو پہنچ چکی ہے۔ آپ یورپین
تہذیب کے کتنے بھی مداح کیوں
نہ ہوں آج آپ کو یہ تسلیم کرنا
پڑے گا کہ جب تک اہل یورپ
کے دل وطنی اور قومی تعصب
کے شرک سے پاک نہیں ہوتے،
یورپ کی سرزمین فتنہ و فساد
کے طوفانوں سے کبھی پاک نہیں
ہوگی۔ یہ در اصل اہل یورپ
کے دلوں کی آگ ہے جو آتشگیر
بم بن کر اہل یورپ کو بھسم
کر رہی ہے۔

عزیزانِ اسلام! جس طرح
اس کائنات انسانی کی زندگی کا
سرچشمہ خدا کی ذات ہے، اسی
طرح انسانوں کی سلامتی کا چشمہ
اسلام ہے۔ اسلام کا مطلب
ہی یہ ہے: دنیا میں امن و
سلامتی پیدا کرنے والے قوانین۔
ایسے قوانین جو ہر انسان کو اس
کا واجبی حق دیتے ہیں۔ عورت
کو اس کا حق، مرد کو اس کا
حق، بیوہ اور یتیم کو اس کا
حق اور پڑوسی کو اس کا حق۔

روایت ہے کہ ایک
دن حضرت سلمانؓ حضرت ابودرداءؓ
کے گھر تشریف لے گئے، اور
دیکھا کہ ان کی بیوی نہایت خراب
حالت میں پڑی ہے۔ حضرت سلمانؓ
نے پوچھا "اے بہن! تمہاری یہ
حالت کیوں ہے؟" وہ فرمانے
لگیں۔ "اے سلمانؓ! تمہارے بھائی
ابودرداءؓ کا عجیب حال ہے،
وہ دن رات عبادت میں مست
رہتے ہیں اور انہیں دنیاداری
کی کچھ ضرورت نہیں ہے"۔

جب رات ہوئی تو حضرت
ابودرداءؓ نماز پر کھڑے ہونے
لگے۔ حضرت سلمانؓ نے کہا ابھی
سوئے رہو۔ تھوڑی دیر میں حضرت
ابودرداءؓ پھر اٹھے تو حضرت
سلمانؓ نے فرمایا، اے ابودرداءؓ!
ابھی سوئے رہو۔ جب اخیر رات
ہوئی تو حضرت سلمانؓ نے کہا
اب اٹھو اور ساتھ ہی فرمایا۔
اِنَّ لِرَبِّكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِنَفْسِكَ
عَلَيْكَ حَقًّا، وَلِأَهْلِكَ عَلَيْكَ

(باقی ص … پر)

مجلس ذکر

صبر اور استقامت

منعقدہ یکم دسمبر ۷۹ء

مرتبہ محمد عثمان غنی

از جناب صوفی محمد یونس صاحب

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم،
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم،
یاایھا الذین امنوا استعینوا بالصبر والصّلوٰۃ ان اللہ مع الصابرین ہ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات ط بل احیاء ولکن لا تشعرون ولنبلونکم بشیءٍ من الخوف والجوع و نقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین ہ الذین اذا اصابتھم مصیبۃ لا قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون اولئک علیھم صلوات من ربھم و رحمۃ قف واولئک ھم المھتدون

البقرہ آیت ۱۵۳ تا ۱۵۷،

ترجمہ :- ایمان والو صبر اور نماز سے مدد لیا کرو بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے، اور جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مرا ہوا نہ کہا کرو بلکہ وہ تو زندہ ہیں لیکن تم نہیں سمجھتے اور ہم تمہیں کچھ خوف اور بھوک اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کے نقصان سے ضرور آزمائیں گے اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دو وہ لوگ کہ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں ہم تو اللہ کے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں، یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے مہربانیاں ہیں اور رحمت اور یہی ہدایت پانے والے ہیں،

اللہ کے نام کا اثر

اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا شکر ہے کہ اس نے مجھے اور آپ کو آج اس نئے بنگلے (ڈی ۲۷ ویسٹ پارک واہ کینٹ) میں اپنی یاد کی، عبادت کی، ذکر کی توفیق دی، نئی جگہ ہے، نیا مکان ہے، نیا بنگلہ ہے، حاجی محمد عثمان صاحب کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے، اس میں اللہ کا نام پہلے دن بلند کیا گیا جہاں اللہ کا نام لیا جائے وہاں شیاطین اور اس قسم کی جو بد روحیں ہیں نکل جاتی ہیں، حدیثوں میں بھی آتا ہے جس مکان میں، جس جگہ پر سورۃ بقرہ پڑھی جائے وہاں شیاطین ڈیرہ نہیں رکھ سکتے، سب نکل جاتے ہیں، اللہ کے نام سے ان کو دہشت ہے اللہ کے نام میں بہت زبردست طاقت ہے، ہمارے حضرت دامت برکاتہم فرمایا کرتے ہیں کہ دارالعلوم دیوبند میں جب میں پڑھا کرتا تھا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ بزرگوں کے ساتھ تعلق رکھیں تو انہوں نے ان کو لا الٰہ الا اللہ کا ذکر کرنے کی تلقین فرمائی تو فرماتے ہیں کہ میں اکیلا جا کر ذکر کیا کرتا تھا، اس ذکر کی برکت سے میرے دل میں اتنی جرأت پیدا ہوئی اتنے بہادری کے جذبات پیدا ہوئے کہ میں سوائے خدا کے کسی سے نہیں ڈرتا تھا اس لئے کہ اللہ کے نام میں بڑی جرأت ہے، جب اللہ کا نام دل میں آتا ہے پھر انسان کسی کی پرواہ نہیں کرتا سوائے خدا کے اور کسی سے ڈرتا نہیں ہے،،

تقریر میں نیت کا دخل

آج کی مجلس میں چند ایک باتیں بیان کرنا چاہتا ہوں، میں تیاری کر کے نہیں آتا، جب تیاری کر کے آتا ہوں تو وہ یہاں بات ہی نہیں ہوتی، پھر میں نے تیاری کرنی چھوڑ دی۔ جب میں تیاری کر کے آتا کہ آج یہ بیان کریں گے اور یہ بات کریں گے وہ ذہن میں آتی ہی نہیں اور ہی کوئی بات ذہن میں آجاتی ہے اس لئے میں اب تیاری نہیں کرتا جو اللہ تعالیٰ ذہن میں ڈال دیتے ہیں وہی عرض کر دیتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ وہی بات کہلواتے ہیں جو ان کو کہلوانا منظور ہوتی ہے اس لئے مبلغ کی جو نیت ہوتی ہے لوگوں کی اصلاح مقصود ہوتی ہے، ہمارے اکابر نے ہمارے بزرگوں نے اس نیت سے تقریر کرنا، تبلیغ کرنا، درس دینا، جمعے پڑھانا، ذکر کرانا، یہ بالکل کانٹا ہی نکال دیا کہ ہم لوگوں سے واہ واہ کرانے کے لئے یا ناموری کے لئے، یا شہرت کے لئے یا پیسہ جمع کرنے کے لئے، چندہ بٹورنے کے لئے کام کریں جو جو لوگ ہمارے اکابر کے ساتھ وابستہ ہیں نیک نیت کے ساتھ ان کے دلوں میں یہ بات کبھی نہیں آتی، تو بہرحال میں تیاری کر کے نہیں آتا جو اللہ تعالیٰ زبان سے کہلواتے ہیں وہ میں کہہ دیتا ہوں،

مومنوں کا مصیبت میں طریق کار

میں نے آپ کے سامنے سورۃ بقرہ کی چند آیات پڑھی ہیں ان میں اللہ تعالیٰ ہمیں ایک تلقین فرماتے ہیں کہ اے ایمان والو کہ جب ہی کوئی مشکل اور مصیبت اور پریشانی آن پڑے تو صبر اور نماز کے ساتھ خدا سے مدد چاہو صبر کرو گے تو خدا کی معیت حاصل ہو گی ان اللہ مع الصابرین، بیشک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے، بے صبروں کے ساتھ خدا نہیں ہے، ناشکروں کے ساتھ خدا نہیں ہے، ظالموں کے ساتھ خدا نہیں ہے خدا کی حدود کو توڑنے والوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ نہیں ہے۔ وہ اللہ کی معیت سے اللہ کی رحمت سے دور چلے جاتے ہیں، آگے فرمایا ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات اور وہ لوگ جو اللہ کے راستے میں اپنی جان دیدیں، جام شہادت پی جائیں ان کو مردے مت سمجھو ان کو مردے نہ کہو، بل احیاء و لکن لا تشعرون، وہ زندہ ہیں، جنت میں موجود ہیں، رزق کھاتے ہیں اور وہاں سیر و تفریح کرتے ہیں، عیش و عشرت کی زندگی بسر کر رہے ہیں بڑے ہی خوش ہیں ان کی خوشی کا تم اندازہ کر ہی نہیں سکتے لیکن تمہیں ان کی زندگی کا شعور نہیں کہ وہ زندہ کیسے ہیں، دوسری جگہ فرمایا عند ربھم یرزقون اللہ کے ہاں ان کو رزق بھی دیا جاتا ہے

ولنبلونکم بشئ من الخوف والجوع ط

اور یہ ہمارا قانون ہے کہ جو ہمارا کلمہ پڑھے گا جو اسلام کا دعویٰ کریگا، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بنے گا ہم اس کا ذرا امتحان ضرور لیں گے، دیکھیں گے کہ کھرا ہے یا کھوٹا ہے؟ کچا ہے کہ پکا ہے؟ صاحب استقامت ہے یا ڈگمگا جاتا ہے؟ ہم آزمائش میں ضرور ڈالیں گے حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے جتنے درجے کا مومن ہو گا اتنے درجے کا اس کا امتحان ہوتا ہے، بہت چھوٹے چھوٹے ایمان والوں کا چھوٹا امتحان، جیسے پہلی جماعت کا طالب ہو اس کو پہاڑے پوچھتے ہیں یا الف، ب لکھوائیں گے اور آٹھویں کے طالب علم کو ذرا سوال بھی لکھوائیں گے اور بھی کچھ پوچھیں گے، میٹرک کا ہے تو اس کا ایک خاص قسم کا سٹینڈرڈ کا امتحان ہو گا، ایسے ہی جس درجے کا ایمان ہو گا اس درجے کا امتحان اللہ تعالیٰ اس سے لیتے ہیں بلکہ یوں بھی فرماتے تھے، اللہ تعالیٰ خود ہی امتحان میں ڈالتے ہیں اور خود ہی استقامت عطا فرماتے ہیں پھر خود ہی درجے بھی بلند فرماتے ہیں اس میں تو بندے کے بس کی بات نہیں، امتحان لینے والا خدا ہو اور بندہ پاس ہو جائے؟ یہ بہت مشکل کام ہے، خدا اپنے فضل ہی سے پاس کر دے تو اس کی مہربانی ہے تو فرمایا کرتے تھے جیسے دسویں کا امتحان دیا نمبر مل گئے تو گیارہویں کا درجہ اس کا چڑھ گیا، ترقی مل گئی، ایسے ہی روحانی امتحانوں میں پاس ہو گئے تو پھر اللہ تعالیٰ خود ہی درجے بلند کر دیتے ہیں تو فرمایا ہم یقیناً ضرور بالضرور آزمائیں گے، معمولی سے خوف سے اور بھوک سے اور مالوں کی کمی سے اور جانوں سے اور میووں کی کمی سے اور جانوں کی خرابی سے، کسی کا انتقال ہو گیا، کسی کی موت آجائیگی کسی کو کوئی تکلیف ہو جائیگی کسی کو بیماری چمٹ جائیگی کسی پر غربت کا غلبہ ہو گا، کسی پر تنگدستی آجائیگی قسم قسم کی پریشانیاں تکلیفیں آجائینگی

درین دنیا کسے بے غم نباشد

اگر باشد بنی آدم نباشد

دنیا میں بے غم تو کوئی بھی نہیں ہے جس کو بھی آپ پوچھیں کوئی نہ کوئی غم لگا ہو گا کوئی شخص چاہے نیک ہو یا بد غموں سے کوئی نہیں بچتا"

قید حیات و بند غم اصل میں دونوں ایک ہیں
موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں

، یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ انسان بھی ہو اور غم اسکو نہ ستائیں ضرور آئیں گے لیکن اللہ نے ایک بات فرمائی، کہ جب بھی ان پر کوئی مصیبت آئے کوئی غم آئے کوئی پریشانی آئے کوئی بیماری آئے تنگدستی آجائے کوئی بھی تکلیف ان کو پہنچے تو جزع فزع نہیں کرتے شکایات نہیں کرتے حکایتِ حال شکایت رب ذوالجلال،

ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے، اپنی حالت کا بیان کرنا میں تنگ ہوں تنگدستی ہے، میں معذور ہوں میرے پاس کپڑا نہیں ہے، میرے پاس پیسہ نہیں ہے، لوگوں سے یہ کہنا یہ شکایت ہے رب ذوالجلال کو نہیں پتہ" اللہ تعالیٰ جانتے ہیں جس طرح انہوں نے اپنے بندے کو دکھا ہوا ہے، تو حکایت حال شکایت ذوالجلال"

(باقی آئندہ)

زمینداری کا شرعی نظام

مولانا سید امین الحق
فاضل دیوبند

خطیب
جامع مسجد
(شیخوپورہ)

زمین کی آبادکاری ہی زمین کا قبضہ ہے

اگر کوئی مالک زمین میں کام کرنے کی جانی مشقت کو برداشت نہیں کر سکتا یا مالی مئونت کا وہ تحمل نہیں کر سکتا ہے تو ایسا مالک زمین کی آبادکاری سے عاجز سمجھا جاتا ہے اور اس کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس زمین کا ایسا مالک سمجھا جائے کہ اس کو اس زمین سے بیدخل نہیں کیا جا سکتا ہے اور سرکاری کاغذات میں چونکہ اس کے نام وہ زمین لگ چکی ہے اسلئے وہ اس کا مالک رہیگا اور اسکی زمین اسکے قبضہ میں رہیگی، اسلام ایسے مالک کے برائے نام ملک اور قبضہ کو تسلیم نہیں کرتا ہے جو کہ وہ اپنی زمین کو آباد نہیں رکھتا ہے یا آباد نہیں رکھ سکتا ہے مگر اسکو روکے رکھتا ہے، چنانچہ حضرت علی کے عہد خلافت میں ایک کسان مسلمان ہوا تو امیر المومنین نے اسے فرمایا کہ آپ اگر بدستور اپنی زمین میں کام کرتے ہوئے اس میں اپنا معاش قائم رکھینگے تو آپ کی زمین آپ کے پاس رہیگی اور جزیہ ہم نے آپ سے اٹھا لیا ہے اور آپ کی زمین میں خلافت کا جو حق ہے وہ آپ سے لیا جائیگا اور اگر آپ نے ایسا نہیں کیا اور معاش کے دوسرے ذرائع پسند کر لئے تو آپ کی زمین کا ہم زیادہ حق رکھتے ہیں، اسی طرح حضرت عمر نے ایک مسلمان عورت سے کہا تھا، اور خلفاء راشدین کی غرض اس سے یہ تھی کہ جو شخص زمین کی آبادکاری سے عاجز ہے تو اس کی زمین کو امیر المومنین آباد رکھیں گے تاکہ عام مسلمانوں کے وہ حقوق جو زمین میں رکھے گئے ہیں تلف نہ ہو جائیں اور ملک میں روزی کی کمی نہ آجائے (احکام القرآن جصاص صـ ۸۳۲ ج ۳)

حضرت عمر اور حضرت علی نے ایسے مالک کو زمین سے بے دخل کرنے کا نوٹس دیا ہے جس میں وہ کام نہیں کرتا یا نہیں کر سکتا ہے اور یہ وقت کا سیاسی انتظام نہیں تھا بلکہ وہ اسلام میں ہمیشہ کا ضابطہ ہے چنانچہ ابوبکر جصاص لکھتے ہیں جس میں اپنی زمین کو آباد رکھنے کی صلاحیت نہیں ہے تو ہم حنفیوں کے مسلک میں قاعدہ یہ ہے کہ حکومت ایسے مالک کو اس کی زمین سے بے دخل کر دے اور حکومت اپنے انتظام میں خاطر خواہ اس کا بندوبست کرے"

احکام القرآن جصاص صـ ۵۳۲ ج ۳

اور ابن عابدین کہتے ہیں اگر کوئی زمیندار اس قدر مجبور ہے کہ اسکے پاس کاشت وغیرہ کے لئے ذرائع نہیں ہیں تو حکومت اس کی زمین کو ایسے شخص کو آباد کرنے کے لئے دے جو اسکو آباد کر سکتا ہے تاکہ حکومت اس زمیندار کے حصہ میں سے سرکاری مالگذاری وصول کرے اور حکومت کو یہ بھی اختیار ہے کہ اس کی زمین کو ٹھیکہ پر دیدے اور ٹھیکہ کی رقم سے سرکاری مال گذاری وصول کرے اور حکومت کو یہ بھی اختیار ہے کہ اپنی نگرانی میں اسکی زمین کاشت کرائے، اور اگر حکومت میں ایسا انتظامیہ شعبہ نہیں ہے تو حکومت کو یہ بھی اختیار ہے کہ اس کی زمین فروخت کر دے، اور نہایہ میں لکھا ہے کہ اس مسئلہ میں کسی کو اختلاف نہیں ہے اور حکومت کے ایسے اختیارات سے ایک شخص کو ضرر ضرور پہنچتا ہے مگر اس ایک شخص کے نقصان کے مقابلہ پر ایک اہم اور ضروری عام مقصد کو ضرر سے بچایا گیا ہے اور اصل مقصد بھی یہی ہے کہ عام مفاد کو ملحوظ رکھا جائے

رد المختار صـ ۳۶۴ ج ۳

آپ غور کیجیے کہ حکومت کو یہ تمام اختیارات دیئے گئے اور زمیندار کا تصرف روک دیا گیا اسکو مجبور نہیں کیا گیا کہ وہ خود حکومت سے امداد کی درخواست کرے یا اپنے دیگر مالکانہ حقوق و تصرفات کو قائم رکھے، اور اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ قرآن و حدیث نے مالکانہ تصرف کی بنیاد زمین کی آبادکاری پر رکھی ہے اور جب کوئی زمیندار زمین کی آبادکاری سے مجبور ہے خواہ وہ تنگدست ہے یا زمین کا رقبہ اس قدر وسیع ہے کہ وہ از خود اسکا انتظام نہیں کر سکتا

قواس کے مالکانہ بنیاد میں اتنی قوت و سکت
باقی نہیں ہے کہ اس کی ملکیت کے تمام حقوق
کو قائم رکھے اور اس کے مالکانہ تصرف
کو عمل میں لائے اسلئے ایسے زمیندار کو
مالکانہ حقوق اور اختیارات سے روک
دیا گیا اور نیز اس سے یہ بھی ثابت ہوتا
ہے کہ زمین کے ملک اور منقولہ املاک کے
ملک میں کتاب اور سنت کے نقطہ نگاہ
میں فرق ہے اور اس سے وہ شبہ رفع ہو جاتا
ہے کہ جو بعض فضلاء کو پیش آیا ہے کہ
منقولہ املاک غیر محدود حد تک اگر کسی کے
ملک میں رہ سکتے ہیں تو غیر منقولہ املاک
سے استفادہ کرنے کی حد کیوں لگائی جائیگی
بلکہ منقولہ املاک کی طرح غیر منقولہ املاک
سے بھی خواہ اس کی حد کتنی ہی وسیع ہو
اس کے مالک کو اس سے استفادہ کرنے
کا حق ہو جانا چاہیئے مگر شارع کی نگاہ میں
غیر آباد کار زمیندار کا ملک مشکوک اور مشتبہ ہے
اور اس کی غیر آباد کاری کی وجہ نے اس کے
ملک میں ضعف پیدا کر دیا ہے اور منقولہ
املاک پر اس کے ملک کے وجوہات دوسرے
ہیں جو بہر حال قائم ہیں،

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا جس نے
کسی مردہ زمین کو کار آمد بنا لیا ہے تو وہ
اس کی ہے اور خواہ مخواہ زمین کو روکے
رکھنے والے کے لئے تین سال بعد اس پر
کوئی حق نہیں ہے ،، کتاب الخراج لابی یوسف

اور حضرت عمرؓ نے منبر پر بیٹھے ہوئے فرمایا
جس نے کسی مردہ زمین کو آباد کر لیا تو وہ
اس کی ہے اور خواہ مخواہ روکے رکھنے
والے کے لئے تین سال کے بعد اس زمین میں
کوئی حق نہیں ہے اور حضرت عمرؓ کو ایسے
اعلان کرنے کی ضرورت اس لئے پیش
آئی کہ لوگ زمینوں کو روک لیا کرتے
تھے اور اس میں کام نہیں کرتے تھے
کتاب الخراج ص ۶۵ ،

ایک زمیندار کو شارع نے تین سال
تک زمین کو کار آمد بنانے کیلئے مہلت
دی ہے اور اگر اس کے بعد اس نے کار
آمد نہیں بنایا ہے تو شارع نے اس
زمین پر سے اسکا حق اٹھا لیا ہے ،،
بلال بن حارث مزنی کو پوری وادی عقیق
عنایت فرمائی تھی مگر حضرت بلال اس
کے ایک بڑے حصہ کو آباد نہ کر سکے تو
حضرت عمرؓ نے ان کو بلا کر فرمایا کہ آپ
کو زمین اسلئے نہیں دیگئی تھی کہ آپ
نہ خود اس کو استعمال کرتے ہیں اور نہ
دوسروں کو استعمال کرنے کے لئے
دیتے ہیں آپ اس زمین کا اتنا رقبہ
اپنے پاس رکھ سکتے ہیں جسقدر کہ آپ
نے کار آمد بنا لیا ہے اور آپ کے استعمال
میں آتا ہے ، حضرت بلالؓ کے انکار کے
باوجود بھی حضرت عمرؓ نے باقی زمین کو
جو غیر آباد پڑی تھی واپس کر لی اور ایسے
لوگوں کو دیدی جو اس کو آباد کرتے تھے
(کتاب الخراج یحییٰ ابن آدم)

اسلام بیشک کسی کے ملک میں کسی
کو بھی دست اندازی کی اجازت نہیں
دیتا مگر اس کا تجسس ضرور کیا جائیگا
کہ اسکے ملک کا وسیع دائرہ کیونکر پھیلا
اور اپنے ملک اور قوم کے دوسرے افراد
کے مقابلہ پر اسقدر وسیع رقبہ زمین
جس کا آباد کرنا اس کے بس سے باہر ہے
اس کے ملک میں آیا ہے تو کیسے آیا اور
کہاں سے آیا ہے کیا یہ اس کا جابرانہ ملک
اور کاغذات مال کے توسط سے اسکا غاصبانہ
قبضہ اور کسی غیر مالک غاصب کی دی
ہوئی بخشش اور جاگیر تو نہیں ہے جس
پر اس کو ملک کا گمان ہوتا ہے ،
یاد رکھئے کہ اسلام میں ایسے ملک اور
ید کی کوئی قدر قیمت نہیں ہے ،

آپکو معلوم ہے کہ ہمارے اس ملک میں
بہت سے استکباری زندگی بسر کرنے
والے ایسے بھی ہیں جن کی امیرانہ نخوت
کو انگریزوں کے لطف و عنایت نے چار
چار چاند لگائے ہیں" اور وہ سمجھتے ہیں
کہ انگریزوں کی دی ہوئی جاگیروں کے شرعی
مالک ہیں اور اسلام ان کے ملک کو
جائز اور صحیح قرار دیتا ہے

واضح رہے کہ ہمارے اس ملک پر پہلے
ہماری حکومت تھی اور انگریز نے اس
ملک کی حکومت ہم سے قوت اور جبر سے
چھین لی اور ہم پر وہ غالب آیا اور اس
ملک کی غیر منقولہ جائداد مسلمانوں کے
ملک اور تصرف میں تھی یا مسلمانوں کے
ملک میں آسکتی تھی، اور انگریزوں کے
تسلط و استیلاء کے بعد ہمارا حاکمانہ
ملک و تصرف معطل ہوا، مگر انگریز ہمارے
ملک کے غیر منقولہ املاک کا ہرگز جائز مالک
اور شرعی مالک نہیں تھا اسلئے کہ مسلمانوں
کے ملک پر متغلب غیر مسلم، مسلمانوں
کے غیر منقولہ املاک کا مالک نہیں ہوتا
ہے اور اس متغلب غیر مسلم حکومت کے

(باقی ۱۵ پر)

خلافت راشدہ

اسلام پر یہودیوں کے حملے

مولانا قاضی شمس الدین
(ہری پور)

یہودیوں کا پہلا سازشی اقدام

یہ تو آپ پڑھ چکے ہیں کہ فتوحات عرب میں پہلے یہود تباہ ہو گئے پھر شام اور مصر اور فارس اور خراسان میں عیسائیوں اور مجوسیوں کا نقصان ہوا۔ اور یہودی مجوسیوں سے بھی زیادہ آفت کے پرکالے تھے، لیکن مرد میدان بن کر اسلام سے انتقام لینا دونوں کے بس میں نہ تھا اس لئے یہودیوں نے ایک دوسرے طریقے سے اسلام سے اپنا انتقام لینے کی ٹھانی،

جب اسلام مدینہ منورہ میں آیا تو یہودیوں کا ماتھا ٹھنکا کہ اب ہماری خیر نہیں چنانچہ انہوں نے اپنی عافیت اسی میں سمجھی کہ مسلمانوں کا شیرازہ مجتمع نہ ہونے پائے۔ چنانچہ ایک طے شدہ منصوبے کے مطابق ایک یہودی انصار مدینہ کے پاس پہنچا تا کہ پھر ان کو آپس میں لڑا دے "

مدینہ کے انصار اوس اور خزرج قبیلوں سے تعلق رکھتے تھے، اور ان کی لڑائیاں پشتوں سے چلی آ رہی تھیں اور اسلام نے آکر ان کو ختم کیا تھا اور دونوں قبیلے طویل عرصہ کی خانہ جنگیوں کے بعد باہم شیر و شکر ہو گئے تھے،

انصار کے اس اتحاد سے یہودی جل بھن گئے، کیونکہ دونوں قبیلوں کے اختلافات کے زمانے میں آدھے یہودی اوس کے ساتھ ہوا کرتے تھے اور اوس پر اپنے ہتھیار اور دوسری ضروریات بیچا کرتے تھے اور خوب نفع کماتے تھے اور آدھے خزرج کے ساتھ ہو جاتے تھے اور خزرج پر اپنے ہتھیار اور دوسری ضروریات بیچا کرتے تھے وہ بھی خوب نفع کماتے تھے اور ان جنگوں کی وجہ سے دونوں طرف کے یہودیوں کے وارے نیارے تھے، تو انصار کے اس اسلامی اتحاد سے یہودیوں کی وہ بے تحاشا تجارت ختم ہو گئی اور چودھراہٹ بھی جاتی رہی۔ اور مستقبل بھی تاریک نظر آنے لگا یہ محسوس کر کے یہودیوں نے ایک اسکیم بنائی کہ کسی طرح ان دونوں قبیلوں کو آپس میں پھر سے لڑا دیا جائے، چنانچہ ایک ایسی مجلس میں جس میں دونوں طرف کے جوشیلے نوجوان موجود تھے ایک سازشی یہودی نے ان کی پرانی لڑائی کے متعلق کچھ اشعار پڑھے جن سے دونوں قبیلوں میں اشتعال پیدا ہو گیا۔ پہلے تو تکرار ہوئی پھر ہتھیار نکل آئے اور قریب تھا کہ تلوار چل جاتی، لیکن کسی آدمی نے حضور علیہ السلام کو اس خطرناک صورت حال سے جا کر آگاہ کیا، حضور علیہ السلام فوراً اس مجلس میں پہنچے اور دونوں کو فرمایا، کہ میرے ہوتے ہوئے تم آپس میں خون خرابہ کر دوگے" چنانچہ آپ کی پر تاثر اور درد بھری تقریر مبارک سے دونوں فریق رونے لگے اور کہنے لگے کہ یا رسول اللہ ہمیں شیطان نے ورغلایا، پھر آپس میں ایک دوسرے کے گلے لگ کر معافیاں مانگنے لگے چنانچہ چوتھے پارے کا رکوع نمبر ۲ صرف اسی واقعہ کے متعلق ہے تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تفسیر ابن کثیر ج

یہ تھا یہودیوں کا پہلا سازشی اقدام جو ناکام ہو گیا،

یہودیوں کا دوسرا سازشی اقدام

سنہ ۷ھ میں حضور علیہ السلام نے خیبر پر چڑھائی کی وہاں یہودیوں نے مل کر یہ سازش کی کہ حضور علیہ السلام کی زندگی ختم کر دی جائے اس مقصد کے لئے انہوں نے ایک بکری بھونی اور اس میں اچھی طرح ایک سخت قسم کی زہر ملا دی اور ایک یہودن عورت کو وہ بھنی بکری دیکر بھیجی چونکہ ذبیحہ بھی اہل کتاب کا تھا اور ہدیہ بھی تھی آپ نے قبول فرما لی۔ آپ نے اور آپ کے ساتھی حضرت بشر بن براء بن معرور نے اسکو کھانے کے لئے ہاتھ ڈالا لقمہ منہ میں لیتے ہی حضور نے فوراً لقمہ تھوک دیا اور حضرت بشر کو بھی منع فرمایا لیکن حضرت بشر لقمہ نگل چکے تھے، حضور علیہ السلام نے اس یہودن کو طلب کیا اور اس سے پوچھا کہ تم نے اس گوشت کے ساتھ زہر لگا دی تھی؟ یہودن نے تعجب سے پوچھا کہ آپ کو کس نے بتایا حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اس گوشت نے! چنانچہ لقمہ نگل لینے کی وجہ سے حضرت بشر بن براء فو

شہید ہوگئے اور حضور علیہ السلام کو بھی تکلیف رہی
اور مرض وفات میں اسی لقمہ والی زہر کا اثر تیز
ہوگیا اور آپ کا پر ملال وصال ہوگیا، صحابہ کرام
رضوان اللہ علیہم اجمعین فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ
نے آپ پر نبوت اور شہادت کی موت دونوں
جمع کردی تھیں ابن کثیر ص۲۱۱ ج ۲
تو یہ تھا یہودیوں کا دوسرا سازشی اقدام

یہودیوں کا تیسرا سازشی اقدام

ایک یہودی لبید بن اعصم نامی نے حضور علیہ السلام پر جادو کیا
جس کا اثر تقریباً چھ ماہ تک رہا پھر آخر کی دو سورتیں
معوذتین نازل ہوئیں، لبید نے رسول اللہ
کے بالوں اور کنگھی پر جادو کیا تھا پھر اسکو
ذروان کے کنوئیں میں پتھر کے نیچے دبادیا
، حضور علیہ السلام کو بذریعہ وحی اطلاع ہوئی
آپ نے حضرت زبیر اور حضرت علی حضرت
عمار کو حکم دیا، انہوں نے اس کنوئیں میں اتر
کر اس پتھر کے نیچے سے اس جادو کو نکالا،
تو آپ کو آرام ہوگیا، تاریخ ابن کثیر ص ۶
بخاری کتاب الطب، تفسیر ابن کثیر تفسیر معوذتین
تو یہ تھا یہودیوں کا تیسرا سازشی اقدام،

مجوسیوں اور یہودیوں کا چوتھا مشترکہ خوفناک سازشی اقدام

عرب اور ایران اور

شام و روم کی اسلامی فتوحات کے سلسلے میں سب
سے پہلے مدینہ اور خیبر کے یہودی تباہ ہوگئے
پھر ایران کے مجوسی اور شام کے عیسائی برباد
ہوگئے اور بقول شاعر یہ حالت ہوگئی کہ

پردہ داری میکند بر قصر قیصر عنکبوت
بوم نوبت میزند بر گنبد افراسیاب

اسلام کی ناقابل تسخیر طاقت کے ساتھ مرد میدان
بن کر علانیہ میدان جنگ میں مقابلہ کرنا یہود
ونصاریٰ اور مجوس کے لئے قطعاً ناممکن تھا
اس لئے انہوں نے اسلام کو نقصان پہنچانے
کے لئے ایک زیر زمین جال پھیلایا اور ایک
یہودی ابن سبا کو اس کام کے لئے منتخب
کیا،

زمانہ جاہلیت میں یمن کا صوبہ فارس کے ماتحت
تھا اور فارس کی طرف سے صنعا میں باذان
نامی ایک گورنر رہتا تھا اس طرح ایرانیوں
کی آمد ورفت بحری ذریعے سے صنعا تک تھی
ان ہی دنوں اصفہان کا ایک فارسی الاصل
یہودی نجران میں آگیا (نجران آجکل یمن
کی سرحد پر سعودی عرب کا آخری بڑا شہر اور
ہوائی اڈہ ہے) اس ملعون کو یہود مدینہ
اور مجوس فارس کی تباہی کا دوہرا دکھ تھا
چنانچہ اس نے اپنا فرضی اسلامی نام عبداللہ
بن سبا قرار دیکر بڑی سوچ بچار اور گہری
منصوبہ بندیوں کے بعد اسلام کے خلاف
ایک تباہ کن اور خوفناک منصوبہ تیار کر ہی لیا
اور ایک زیر زمین جال پھیلا دیا
بالآخر امام مظلوم وشہید سیدنا حضرت عثمان
ذی النورین رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں یہ زندیق
منافق بھی اسلام کا لبادہ اوڑھ کر میدان
میں آگیا اور اپنے طے شدہ منصوبہ کے مطابق
مصر، کوفہ، اور بصرہ، کے لگاتار چکر لگاتا رہا
اور اس نے ان علاقوں اور شہروں کا طوفانی
اور مطالعاتی دورہ کیا،" شام بھی پہنچا
لیکن حضرت معاویہ کی بیدار مغزی نے
شام میں تو اس کی دال نہ گلنے دی اس سلسلہ
میں اس نے خوارج کو بھی ساتھ ملا لیا

اس طرح اسلام کے خلاف سلطنت او
کا متحدہ محاذ بنا کر مسلمانوں میں اپنی خباثت
کے پر پرزے نکالنے لگا، بھیگی بلی کی طرح
ہر طرف گھوم پھر کر نو عمر اور کم علم مسلمان نوجوانوں
کو پھانسنا شروع کیا، پرانے صحابہ کی طرح
ان نوجوانوں کو حضور علیہ السلام کی صحبت مبارکہ
میسر نہ ہوئی تھی اور نہ ہی دینی پختگی، جیسی کہ
دوسرے صحابہ کرام کو حاصل تھی — ان لوگوں
کو حاصل تھی نہ ہی حاصل ہو سکتی تھی اس لئے
لازماً تقویٰ اور کمال بے نفسی کی ان لوگوں میں
کمی تھی اور جوانی کا جوش غالب تھا،
تو اس یہودی گورو گھنٹال ابن سبا کو ان
نو عمر نو مسلم نوجوانوں میں اپنی خباثت پھیلانے
کا موقع مل گیا اور اسلام کے خلاف اربوں کھربوں
خزانوں کے خرچ سے اور لاکھوں کروڑوں فوجوں
کے استعمال سے جو کام نہ ہو سکتا تھا وہ اس
ایک سازشی یہودی دجال نے کر دکھایا —
ابو لؤلؤ مجوسی نے تو صرف حضرت عمر فاروق
اعظم رضی اور دوسرے پانچ چھ صحابی شہید کئے،
لیکن اس آفت کے پرکالے ابن سبا ملعون
نے پورے عالم اسلام کو تہ وبالا کر کے رکھ دیا
خلافت راشدہ کے زمانے سے جہاد کرنیوالے
لاکھوں صحابہ کرام اور حضرات تابعین جو پوری
دنیا کو فتح کرنے کے لئے کافی تھے صرف جنگ
جمل اور جنگ صفین اور دوسری خانہ جنگیوں
میں ختم ہوگئے، اور اگر اس مفسد کی خوفناک
منصوبہ بندی کے نتیجے میں آپس کی خانہ جنگی
کی یہ کیفیت پیدا نہ ہوتی تو فاتحین عالم کی
یہ عظیم تعداد یورپ کو فتح کرنے کے لئے کافی
تھی جو یورپ کا نقشہ بدل کر رکھ دیتی اور یورپ
میں کلیساؤں کی بجائے آج مسجدیں آباد ہوتیں

اور ناقوسوں کی بجائے اذانیں،

انگریز مورخ گبن تاریخ عروج وزوال روما الکبریٰ میں ان خانہ جنگیوں کا ذکر کرکے کس خوشی سے لکھتا ہے کہ (ان خانہ جنگیوں کی بدولت) ہمارے (انگریز آباء و اجداد اور ہمارے ہمسائے گال فرانسیسی) قرآن کی مذہبی حلقہ بگوشی سے بچے رہے جس سے روم کا کروفر محفوظ رہا اور قسطنطنیہ کا محکوم ہو جانا رکا رہا اور جن سے ان (عیسائیوں) کے دشمنوں (مسلمانوں) کے اندر نفاق وزوال کی تخم ریزی ہو سکی، اور اب بھی انگریز اور دوسرے عیسائی مسلمان فرقوں کو اسی لئے آپس میں لڑاتے رہتے ہیں، (فتدبّر)

مشرق و مغرب کا عالم کفر مسلمان مجاہدوں کی خارہ شگاف تلواروں اور البرز شکن گرزوں کی ضربوں سے بالکل مطمئن ہو کر بیٹھ گیا الٹا شاہ روم کو یہاں تک حوصلہ ہو چلا تھا کہ اس نے اسلامی ملکوں کے علاقوں پر چڑھائی کا ارادہ کر لیا۔ لیکن جب حضرت معاویہ کو پتہ چلا تو انہوں نے فوراً شاہِ روم کو خط لکھا اور اسمیں لکھا، کہ او لعین! تم نے کیا سمجھ رکھا ہے اگر تم اپنے اس ارادے سے باز نہ آئے تو میں اپنے چچازاد بھائی (حضرت علی) سے صلح کر لوں گا اور ان کی فوج میں شامل ہو کر تمہاری اینٹ سے اینٹ بجا کر دکھا دوں گا، یہ خط ملنے کے بعد شاہ روم اپنے ارادے سے رک گیا، ابن کثیر ص ۱۱۹، ج ۱۲۳

تو اس طرح ابن سبا، نے قتل و غارت گری سے بہت ہی زیادہ مہلک و تباہ کن اپنی اس ایک فتنہ پردازی سے نہ صرف اسی ہزار فاتحین عالم کو آپس میں لڑا کر تباہ کیا بلکہ قیامت تک کے لئے دو ناممکن الاجتماع گروہوں بلکہ دو متوازی سُنّی اور سبائی امتوں میں تقسیم کر کے رکھ دیا،

یہی یہودی وہ پہلا شخص ہے جس نے حضرت علی کو خدا کہا پھر ان کے وصی رسول ہونے کا شوشہ چھوڑا پھر "رجعت" یعنی حضرت علیؓ کے دوبارہ دنیا میں واپس آنے کا عقیدہ پھیلایا اور ایک انوکھی تکنیک سے محبت اہلبیت کے فرض ہونے کا خوشنما نعرہ لگایا، "خلافت حق علی" ہونے کا اعلان کیا، اور تینوں خلفائے راشدین اور دوسرے ہزاروں صحابہ رضی اللہ عنہم پر طرح طرح کے الزامات گھڑنے کا بھی سہرہ اسی دجال کے سر پر ہے، خصوصاً حضرت عثمان ذی النورین کو غاصب اور ظالم قرار دیا، اور امت میں فتنہ و فساد کا ایسا دروازہ کھولا اور تلبیس و تدلیس کے وہ وہ شگوفے کھلائے جو قیامت کے ملحدوں کے کام آئے،

تو یہ تھا یہودیوں کا اسلام کے خلاف جو تھا خوفناک سازشی اقدام اور اس کا وار بھرپور پڑا اور بڑا گہرا گھاؤ لگا جو اب تک مندمل ہونے میں نہیں آتا بلکہ اور بڑھ رہا ہے،،

<u>بقیہ زمینداری ۱۰ ۔۔۔</u>

زوال کے بعد ان کے تمام مقبوضات جنکو ہم سرکاری املاک و مقبوضات کہتے ہیں مسلمانوں کے ملک میں واپس ہوتے ہیں اور ان میں خاص اشخاص کے املاک کو قدیم مالکوں کے حوالہ کئے جائیں گے ورنہ ان پر عام ملک یعنی قوم اور حکومت کا اجتماعی ملک ہو گا اور غیر مسلم متغلب کا بنایا ہوا کوئی مالک مالک نہیں رہتا ہے اس لئے کہ اسکو صحیح مالک نے مالک نہیں بنایا تھا اور غاصب اور غیر مسلم متغلب کو کسی کے مالک بنانے کا جائز حق نہیں دیا گیا ہے،، بدائعہ جلد ۷، ص ۱۲۷، اور دوسرے فقہاء کی کتابوں میں صراحت کے ساتھ یہ بیان ہوا ہے،،

اگر ان جاگیرداروں کو اسلام کا دعویٰ اور کتاب و سنت کی پابندی کرنے کا عقیدہ ہے تو وہ از خود ان جاگیروں کو واپس کر دیں جو صرف اسلام دشمنی اور افتراق امت اور کفر کے غلبہ کو قبلہ توجہ اور مرکز اخلاص بنانے کے صلہ میں ان کو جاگیریں دی گئی تھیں، ورنہ حکومت کو چاہیئے کہ کفر کی قوت اور کفر کی حکومت کی طرح کفر کے تعلقات اور بہی خواہی کو بیخ و بن سے اکھاڑ کر پھینک دے اور اپنے ملک اور حکومت کے عوام کو اندرونی اور بیرونی خفیہ سازشوں کے فتنہ و فساد سے محفوظ کر لے کتاب و سنت کی ان تصریحات کو کہ زمین پر کسی کا ملک اور قبضہ تب ہی قائم رہتا ہے کہ وہ اس میں کام کرتا ہے، اور اس کو اپنے معاش میں اسکی ضرورت ہے اور جو رقبہ اسکی معاشی ضرورت سے زیادہ ہے اسکو دوسروں کے استفادہ کے لئے دیدیا جائے اور جس رقبۂ زمین کو مالک زمین خود آباد نہیں کر سکتا ہے اس سے اس کی زمین لی جائیگی، سامنے لا کر مزارعت کی مشروعیت پر غور کرنا چاہیئے کہ قرآن و حدیث سے مزارعت کی مشروعیت کی توقع کیجا سکتی ہے،،

اَزہرِ ہند دارُالعُلوم دیوبند

قسط

(حافظ عزیز الرحمٰن خورشید بصیرہ)

انگریز کی خواہش تھی کہ "ہمیں ایک ایسی
جماعت بنانی چاہئیے کہ جو ہم میں اور ہماری
کروڑوں کی رعایا کے درمیان مترجم ہو اور
یہ ایسی جماعت ہونی چاہئیے کہ جو خون اور
رنگ کے اعتبار سے تو ہندوستانی ہو مگر
مذاق اور رائے کے اعتبار سے اور الفاظ
و سمجھ کے لحاظ سے انگریز ہو"
تاریخ التعلیم از میجر باسو صفحہ ۱۱ بحوالہ مسلمانوں
کا روشن مستقبل صفحہ ۱۵۰ باب چہارم ایڈیشن ۵
انگریز کے اس منصوبے سے ایسی نسل ابھرنا
شروع ہو گئی جو رنگ و نسل کے لحاظ سے
تو ہندوستانی تھی مگر سوچ اور فکر کے لحاظ
سے فرنگی کی پرستار۔ اس ذہنی انقلاب کو
دیکھ کر بانی دارالعلوم حضرت مولانا محمد قاسم
نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا،

"ہماری تعلیم کا مقصد ایسے نوجوان تیار کرنا
ہے جو رنگ و نسل کے لحاظ سے ہندوستانی
ہوں اور دل و دماغ کے لحاظ سے اسلامی
ہوں"

یہی وہ سوچ تھی جس پر اللہ تعالیٰ کے چند برگزیدہ
بندے اکٹھے ہوئے اور مل کر انہوں نے دارالعلوم
کی بنیاد رکھی۔ دارالعلوم کی بنیاد رکھی
گئی تو حالات بڑے خراب تھے۔ لیکن اللہ
کا فیصلہ ہے، کم من فئۃ قلیلۃ غلبت
فئۃ کثیرۃ باذن اللہ۔ (ترجمہ) بارہا
بڑی جماعت پر چھوٹی جماعت غالب ہوئی ہے

"حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی
رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے مطابق کہ"
بلحاظ ارشاد ان تنصروا اللہ ینصرکم
اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد کی اور فتح دلائی۔
حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب
کے ارشاد کے مطابق "ان مقاصد کے
لئے کمر ہمت باندھ کر اٹھنے والے لوگ
رسمی قسم کے رہنما اور لیڈر نہ تھے بلکہ خدا
رسیدہ بزرگ اور اولیاء وقت تھے
ان کی باہمی گفت و شنید کوئی رسمی قسم
کا مشورہ یا تبادلہ خیال نہ تھا بلکہ تبادلہ
الہامات تھا۔ حضرت مولانا حبیب الرحمان
عثمانی کے ارشاد کے مطابق (جس کے
راوی بھی حضرت قاری صاحب ہیں) کہ وقت
کے ان اولیاء اللہ کے قلوب پر بیک وقت
یہ الہام ہوا کہ اب ہندوستان میں
اسلام اور مسلمانوں کے تحفظ اور
بقاء کی واحد صورت قیام مدرسہ ہے
چنانچہ اس مجلس مذاکرہ میں کسی نے کہا
کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ تحفظ دین
مسلمین کے لئے آپ ایک مدرسہ قائم کیا جائے
کسی نے کہا کہ مجھے کشف ہوا ہے کہ ایک
مدرسہ قائم ہو۔ کسی نے کہا کہ میرے قلب
پر وارد ہوا ہے کہ مدرسہ کا قیام فرض
ہے۔ کسی نے بہت صریح لفظوں میں کہا
کہ مجھے منجانب اللہ کہا گیا ہے کہ ان حالات

میں تعلیم دین کا ایک مدرسہ ہونا
ہے۔ ان اہل اللہ کے [illegible] کا
یہ ہوا کہ مدرسہ دیوبند [illegible]
واقع ہوا ہے اور یہ کہ قیام [illegible]
کوئی رسمی نہ تھی بلکہ الہامی [illegible] دار
دیوبند کے قیام میں جہاں [illegible]
کارفرما تھی وہاں خدا کے [illegible] برگزیدہ
پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ
وسلم کا بھی اشارہ تھا
دارالعلوم کے مہتمم ثانی حضرت مولانا
شاہ رفیع الدین رح نے مدرسہ کی تعمیر
شروع ہونے سے قبل خواب میں دیکھا
کہ اس مقام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ
تشریف رکھتے ہیں اور فرما رہے ہیں
یہ احاطہ تو بہت مختصر ہے [illegible]
صلی اللہ علیہ وسلم نے خود عصا مبارک
سے ایک طویل و عریض نقشہ [illegible]
کہ ان نشانات پر تعمیر کی [illegible] چنا
ان ہی نشانات پر بنیاد کھد [illegible] اور تعمیر
شروع کرا لی گئی۔ تاریخ دیو [illegible]
دارالعلوم کی ابتداء کا ذکر [illegible] سید
رضوی مرحوم اپنی کتاب تاریخ [illegible]
یوں کرتے ہیں، "۱۵ محرم الحرام ۱۲۸۳ھ
مطابق ۳۰ مئی ۱۸۶۶ء روز
کی تاریخ کا وہ مبارک و مسعود
جس میں انتہائی بے سروسامانی

ـ ایک طالب علم مولانا محمود حسن رحؒ جو آگے تحریک آزادی کے جرنیل بنے اور آج ان کو شیخ الہند کے الفاظ سے یاد کرتی ہے۔

ـ ایک استاد حضرت مولانا محمود صاحبؒ چھتہ کی تاریخی مسجد کے کھلے صحن میں قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی کی قیادت و رہنمائی اور حضرت حاجی عابد حسین صاحب، حضرت مولانا ذوالفقار علی صاحب اور حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ جیسی برگزیدہ شخصیتوں کے تعاون اور سرپرستی سے اس درس گاہ کا آغاز کیا گیا۔ (تاریخ دیوبند ص۲۸۵)

سب سے پہلے حاجی عابد حسین صاحب نے مدرسے کے لئے چندہ پیش کیا اس کے بعد مسلمانوں نے دل کھول کر مدرسے کی اعانت کی۔

مدرسہ دیوبند کا تذکرہ جمعیۃ علمائے ہند کے ناظم حضرت مولانا سید محمد میاں صاحبؒ نے اپنی کتاب "علمائے حق اور ان کے مجاہدانہ کارنامے" حصہ اول ص۶۵ پر اس طرح فرمایا کہ چندہ کے لئے جس نے سب سے پہلے رومال پھیلایا اور جس نے سب سے پہلے چندہ دیا وہ حضرت حاجی عابد حسین صاحب ہی ہیں۔ اس مکتب یا مدرسے کے قیام کے بعد مولانا محمود عرف ملا محمود صاحبؒ کو استاد کی حیثیت سے مقرر کیا گیا۔ یہ عجیب اتفاق تھا کہ سب سے پہلے معلم بھی محمود تھے اور سب سے پہلے طالب علم بھی محمود جو بعد میں ملت ہندیہ کے لئے آفتاب ہدایت بنکر جلوہ فرما ہوئے اور ۱۹۱۹ء میں مسلمانان ہند کی جانب سے متفقہ طور پر شیخ الہند کا عظیم الشان خطاب حاصل کیا۔

اس کتاب کے صفحہ ۹۹ پر مولانا موصوف دیوبند کی وجہ تخصیص بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"قدرتی طور پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر وہ کیا باتیں تھیں جن کی بنا پر دیوبند کو اس مرکز علوم کے لئے منتخب کیا گیا۔ دیوبند پیشتر سے علمی امتیازات کا مالک نہیں تھا نہ سرزمین دیوبند کسی قسم کی مرکزیت رکھتی تھی۔

اور عجیب اتفاق یہ کہ وہ تینوں علماء جن کے فیوض و برکات کے لئے ارض دیوبند مطلع بنی دیوبند کے باشندے نہ تھے

اس موقع پر چند دیگر واقعات کا نقل کرنا بھی یقیناً اہل ذوق کے لئے دلچسپی اور فروغ ایمان کا ذریعہ ہوگا۔"

(۱) قیام دارالعلوم دیوبند کے بعد اس جماعت کے ایک بزرگ (حضرت حاجی رفیع الدین صاحبؒ) جب حج بیت اللہ کے لئے مکہ معظمہ میں حاضر ہوئے تو وہاں سیدنا حاجی امداد اللہ صاحبؒ سے عرض کیا کہ ہم نے دیوبند میں ایک مدرسہ قائم کیا ہے اس کے لئے دعا فرمائیے۔

حضرت حاجی صاحب نے دلچسپ انداز میں فرمایا۔

"سبحان اللہ آپ فرماتے ہیں ہم نے مدرسہ قائم کیا ہے یہ خبر نہیں کہ کتنی پیشانیاں اوقات سحر میں سربسجود ہو کر گڑگڑاتی رہیں، کہ خداوندا ہندوستان میں بقائے اسلام اور تحفظ اسلام کا کوئی ذریعہ پیدا کر یہ مدرسہ انہیں سحر گاہی دعاؤں کا ثمرہ ہے یہ دیوبند کی قسمت ہے کہ اس دولت گراں قدر کو یہ سرزمین لے اڑی۔"

(۲) حضرت سید احمد شہید رحؒ کا جب اس طرف گذر ہوا تو فرمایا کہ یہاں سے علم کی بو آتی ہے"

تاریخ دارالعلوم کے مطابق پہلے سال ہی طلباء کی تعداد اٹھتر تک پہنچ گئی، ان میں سے اٹھاون طلباء بنارس، پنجاب اور افغانستان وغیرہ کے تھے، طلباء کے ساتھ ساتھ اساتذہ کا بھی اضافہ کرنا پڑا چار مدرس اور رکھے گئے، حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب کو صدارت تفویض کی گئی جبکہ پہلے مہتمم حضرت حاجی عابد حسین صاحب بنے"

اور سب سے پہلی مجلس شوریٰ حسب ذیل اکابرین پر مشتمل تھی"

۱۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند"

۲۔ حضرت حاجی عابد حسین صاحبؒ مہتمم اول

۳۔ حضرت مولانا ذوالفقار علی صاحبؒ دیوبندی

۴۔ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحبؒ دیوبندی

۵۔ شیخ نہال احمد صاحب دیوبندی،

۶۔ منشی فضل حق صاحب دیوبندی

دارالعلوم میں سب سے پہلے دورۂ حدیث ۱۲۸۹ھ میں شروع ہوا، ۱۹ ذی قعدہ ۱۲۹۰ھ ۹ جنوری ۱۸۷۴ء کو سب سے پہلے مندرجہ ذیل حضرات نے سند تکمیل اور دستار فضیلت حاصل کی"

۱۔ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحؒ

۲۔ مولانا عبد الحق صاحب ۳۔ مولانا فخر الحسن صاحب گنگوہی ۴۔ مولانا فتح محمد تھانوی، ۵۔ مولانا عبد اللہ صاحب جلال آبادی، علماء حق اور ان کے مجاہدانہ کارنامے صفحہ

جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے کہ مدرسہ کا آغاز مسجد چھتہ کے کھلے صحن میں انار کے درخت کے نیچے ہوا، مگر چند سالوں میں صرف اطراف واکناف سے نہیں بلکہ بیرون ہند سے بھی طلباء کی کثیر تعداد کی آمد کے پیش نظر ان اہل اللہ نے محسوس کیا کہ مدرسہ کے لئے کوئی تعمیر کا سلسلہ کیا جائے مدرسہ کے لئے خطۂ زمین خریدا گیا جس کا بیع نامہ حضرت حاجی عابد حسینؒ کے نام کرایا گیا ۲ ذوالحجہ ۱۲۹۲ھ بروز جمعہ نماز جمعہ سے فارغ ہوکر بانی دارالعلوم دیوبندؒ نے اعلان فرمایا کہ سب حضرات تشریف لے چلیں تاکہ مدرسہ کا سنگ بنیاد رکھدیا جائے،

مسجد میں موجود تمام حاضرین جن میں مقامی اور بیرونی لوگ بھی تھے ان اکابرین کی قیادت میں مدرسہ کا سنگ بنیاد رکھنے کے لئے چل پڑے، احاطہ میں چل کر گفتگو ہوئی کہ پہلی اینٹ کون رکھے، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی جو اس سارے سلسلہ کے روح رواں تھے مگر ظاہری امتیاز کے موقعے پر ہمیشہ پیچھے رہتے تھے، آپ نے تجویز فرمایا کہ پہلی اینٹ حضرت میاں جی منے شاہ رکھیں دوسری اینٹ حضرت حاجی عابد حسین صاحبؒ بعد ازاں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے رکھوائی پھر سب کے ساتھ حجۃ الاسلام مولانا نانوتویؒ نے اینٹیں رکھیں، اس دن اہل اللہ کے قلوب پر ایک عجیب سرور تھا ایک عجیب خوشی تھی اور سب کے دل فرحت سے مالا مال تھے حضرت نانوتویؒ نے اسے قندیل معلق سے تشبیہ دی جو توکل اور اعتماد علی اللہ کی زنجیر سے آویزاں ہے، (مجاہدانہ کارنامے صفحہ ۷۹) (سوانح قاسمی ج ۲ صفحہ ۳۲۵)

لیکن "سن من" یعنی سنی مسلمان کی اس بے حسی اور غفلت اور دوسروں کی بیداری کی وجہ سے ہمارے ملک اور گھروں میں ماہ محرم کی ذہنی شیعہ روایات دہرائی جاتی ہیں راقم الحروف کے بچپن میں اور اب بھی ہم سنیوں کے گھروں میں وہی واہی تباہی مرثیے اور جنگ نامے، مثلاً جنگ نامہ حامد جنگ نامہ مقبل وغیرہ پڑھے جاتے ہیں اور اس طرح سنیوں کا ذہن بھی نیم سبائی ذہن بن کے رہ جاتا ہے، ہمارے مونہوں کے اندر سبائی زبانیں حرکت کرتی نظر آتی ہیں گو منہ سنیوں کے ہوتے ہیں مگر زبانیں سبائیوں کی ہوتی ہیں، خطبات جمعہ اور شہادت سیدنا حضرت امام حسینؓ کے جلسوں میں جاہل خطیبوں اور خاص طور سے بعض کم علم سنی واعظوں کی تقریریں سنیں تو یوں لگتا ہے کہ کچھ جاہل سنی واعظین محض اس ڈر سے - کہ دوسرے یہ طعنہ نہ دیں کہ سنی محب اہل بیت نہیں دوسروں سے بھی دو چار ہاتھ آگے

حضرت امام ابو حنیفہؒ

آپ بہت بڑے پرہیزگار تھے، حرام سے دور رہتے تھے، صرف شبہ کی وجہ سے بہت حلال کو بھی چھوڑ دیتے تھے، (الخیرات الحسان)

آپ نے فرمایا، کہ اگر کوئی بندہ یہاں تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے کہ اس ستون جیسا (کمزور اور دبلا) ہوجائے مگر اس کو یہ خبر نہیں کہ وہ جو کچھ کھاتا ہے وہ حلال ہے یا حرام تو اسکی عبادت قبول نہ ہوگی، (الطبقات الکبریٰ)

اسلام اور جدید میڈیکل سائنس

ڈاکٹر زاہد الحق فریدی ۔

سلطنت روما پہلی صدی عیسوی میں اپنے بام عروج پر پہنچی ہوئی تھی ۔ یورپ کے تمام مشہور ممالک اس میں شامل تھے بحیرہ روم کے جنوب میں ایشیا اور افریقہ کے اکثر علاقے سلطنت روما کا حصہ تھے ، عیسائیت اس صدی میں رومی سلطنت میں پھیلنا شروع ہوگئی ، ابتداء میں عیسائی اقلیت میں تھے اور وہ رومن شہنشاہوں کے ظلم وستم کا نشانہ بنتے رہے ، لیکن تیسری صدی کے اختتام تک وہ واضح اکثریت میں ہوگئے ، آخرکار چوتھی صدی کے آخر تک رومن سلطنت کا سرکاری مذہب عیسائی قرار دیدیا گیا ، قدیم رومن مذہب حکماً بند کردیا گیا ، آہستہ آہستہ تمام یورپ کی عوام مکمل طور پر عیسائی بن گئیں ، ان کا مذہب رومن کیتھولک تھا اس مذہب کا محور پوپ کی ذات تھی جو ساری عیسائی دنیا کا روحانی پیشوا تھا ، اسکا صدر مقام روم تھا جہاں سے وہ اپنے پادریوں کے ذریعہ تمام عیسائی ملکوں پر حکومت کرتا تھا ، دین و دنیا کا کوئی بھی کام اس کی مرضی کے خلاف انجام نہ پاسکتا تھا ، پادریوں نے عوام میں سب سے پہلے اس خیال کو تقویت دی کہ دینی و دنیاوی علوم انجیل کے مقدس صفحات میں بند ہیں ، انجیل کے باہر جو کچھ بھی ہے باطل ہے ، اس پالیسی کے تحت یونانی حکماء کی کتابوں کا پڑھنا ممنوع قرار دیدیا گیا ، تمام سکول جن میں یونانی سائنس کی تعلیم دیجاتی تھی ، بند کردیئے گئے ، عظیم کتب خانے جلادیئے گئے علماء قتل کردیئے گئے ، مورخین اس دور کو تاریکی کا دور گردانتے ہیں ، کیونکہ اس میں جہالت کی تاریکی مسلط رہی ، یہ تاریکی پانچویں چھٹی صدی عیسوی تک گھٹا ٹوپ اندھیرے میں بدل گئی کم و بیش ایک ہزار سال تک یورپ میں نہ کوئی فلسفہ تھا اور نہ کوئی سائنس ،،

عین اس زمانے میں دور عرب کے افق پر روشنی نمودار ہوئی یہ اسلام کی روشنی تھی ، آٹھویں صدی عیسوی سے تیرھویں صدی عیسوی تک کا زمانہ علم و حکمت کا اسلامی دور ہے ، اس دور میں فلسفہ ، ریاضی ، سائنس فلکیات اور طب کے فراموش شدہ علوم کو مسلمانوں نے نہ صرف زندہ کیا بلکہ اپنی تحقیقات سے اس کو نئی وسعت بخشی اور ان ہی مسلمان سائنسدانوں کی تخلیقی کاوشوں سے دنیا علم کی روشنی سے منور ہوئی ، چونکہ ہمارا مضمون طب سے متعلق چلا آرہا ہے اس لئے ہم دوسرے سائنسدانو کے نام اور کارنامے تفصیل سے پیش نہیں کرسکتے ، مختصراً عرض ہے کہ جابر بن حیان نے کیمیا کے اصولوں کو پہلی مرتبہ تجربوں کے ذریعے اخذ کرکے علم کیمیا کی بنیاد رکھی ۔ خلیفہ مامون کے عہد میں فلکیات کی ایک عظیم رصدگاہ کا قیام ہوا جو رصدگاہ مامون کے نام سے مشہور ہوئی ، اس رصدگاہ میں بہت سے نامور محققین ، جیسے عباس بن سعید ، یحیٰی بن منصور ، ابوطیب سند بن علی علی بن عیسٰی ، وغیرہ نے کام کیا اس رصدگاہ سے زمین کی پیمائش کی گئی جو کہ آجکل کی پیمائش سے صرف اعشاریہ میں مختلف ہے طبیعیات میں بھی مسلمان سائنسدانوں نے گراں قدر معلومات فراہم کیں ، عباسیہ دور میں یعقوب کندی نے آواز اور اسکی ہیئت کے متعلق معلومات فراہم کیں ، روشنی کی شاخ پر یعقوب کندی نے اپنی تحقیقات کو ایک کتاب کی صورت میں مرتب کیا ،، فاطمی دور خلافت کے نامور سائنسدانوں میں سب سے اہم اور عظیم شخصیت ابو علی حسن بن حسین ابن الہیثم کی ہے المناظر نامی کتاب ابن الہیثم کا شاہکار ہے اس میں روشنی سے آنکھ اور کیمرہ کے متعلق جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ آج کی جدید سائنس کے عین مطابق ہے ، جدید سائنس کی بنیاد ریاضی اور الجبرا ہیں ، سائنس کی کوئی بھی شاخ ان کے بغیر نہیں چل سکتی ، ہم ریاضی میں

کل پڑھتے ہیں وہ عظیم مسلمان ریاضی داں
محمد بن موسیٰ خوارزمی ہی کا کارنامہ ہے،
اس نے گنتی کا موجودہ رسم الخط معلوم کیا
ریاضی میں اسکی دو کتابیں حساب اور جبرو
مقابلہ تاریخی حیثیت کی حامل ہیں، اہل یورپ
نے انہی کتابوں سے ریاضی کے متعلق سب
کچھ سیکھا، الجبراء کا علم جس پر ساری ریاضی
کا دارومدار ہے خوارزمی نے ہی معلوم کیا
علم طب میں شیخ الرئیس بو علی سینا
کی عظمت کا ثبوت اسکی عظیم تصانیف
قانون، اور شفاء" ہیں یہ تمام علاجوں
کا انسائیکلوپیڈیا ہیں، قانون کی ہی صرف
پانچ جلدیں ہیں، یہی کتابیں یورپ کے
تمام میڈیکل کالجوں میں متواتر آٹھ
صدیوں تک زیر درس رہی ہیں، یعنی
تمام یورپی ڈاکٹر مسلمان سائنسدان،
بو علی سینا کے آٹھ سو سال تک شاگرد
رہے ہیں"

موجودہ زمانہ میں اگرچہ علم علاج نے بہت ترقی
کرلی ہے لیکن اب بھی تعلیم و تدریس کا
ڈھانچہ وہی ہے جو کہ بو علی سینا نے اپنی
کتاب میں قائم کیا تھا،

اس عروج کے زمانہ میں مسلمان خدا کو بھول
گئے جسکا نتیجہ یہ نکلا کہ خدا نے مسلمانوں
سے انکی عزت و توقیر اور جاہ و جلال چھین
لیا، تیرھویں صدی کے وسط میں چنگیز
خان اور ہلاکو خان کے ہاتھوں عالم اسلام
پر جو قیامت آئی اس کے بعد سائنس کی
تحقیقات کے احیاء کے امکانات
معدوم ہو گئے، چند برسوں میں مسلمان
ممالک کے لاکھوں شہری موت کے گھاٹ
اتار دیئے گئے، لیبارٹریاں اور لائبریریاں
اور رصدگاہیں جلادی گئیں،

جو چند مسلمان باقی بچے ان کے دماغ ایسے
مفلوج ہوئے کہ انہیں زندگی سے کوئی
دلچسپی نہ رہی،

ادھر اہل یورپ تاتاریوں کے تاخت
و تاراج سے محفوظ رہے انکے پاس مسلمانوں
کی کتابیں موجود تھیں، مسلمان سائنسدانوں
اور بالخصوص اندلس و مصر کے دانشوروں
سے ان کا رابطہ چند صدیوں پہلے ہو چکا
تھا، یورپی اہل علم مسلمان سائنسدانوں
کی تحقیقات کا مطالعہ کرنے لگ گئے اس
مطالعہ سے ان میں سائنس کا شوق بڑھتا
گیا اور مجموعی طور پر اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ
چودھویں صدی اور پندرھویں صدی
میں مسلمان جو کہ پچھلے آٹھ سو سال سے
سائنس میں اہل علم کے رہنما تھے پیچھے
ہٹتے چلے گئے اور ان کی جگہ مغرب کے سائنس
دانوں نے لے لی، یہی صورت حال اب
تک باقی ہے، لیکن نوجوان نسل کو یہ نہیں
بھولنا چاہئے کہ مغربی ہمیشہ سے دنیا پر
چھائے ہوئے نہیں تھے، مغرب کو دنیا
میں ترقی کئے ہوئے پانچ صدیوں سے
زیادہ نہیں ہوئے اور انکی تمام تر ترقی
کی بنیاد مسلمان سائنسدانوں نے رکھی ہوئی
کی ہے"

جبکہ مسلمان سائنسدان خود ترقی کر کے
تمام دنیا سے آٹھ سو سال تک اپنا لوہا
منواتے رہے، یعنی مسلمان ہمیشہ سے
اس حالت میں نہیں رہے، افسوس کہ
مسلمان قوم اپنی تاریخ کو بھول گئی جبکہ
مغربی اقوام ابھی تک مسلمانوں کی تاریخ
کو نہیں بھولی، اس لئے اگر پاکستان ہیتی
ری پروسیسنگ پلانٹ لینا چاہے تو انکے
ہاتھ پاؤں پھول جاتے ہیں، کیونکہ مسلمان
کو اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ بصیرت سے نوازا ہے
اور وہ اب بھی مغرب پر چھا سکتا ہے، خدا
را مسلمانو اپنی آنکھیں کھولو اور اپنے
اسلاف کو پہچانو اور ذہنی غلامی سے
نجات حاصل کرو، جدید سائنس کی ایک
شاخ "میڈیکل" کا آپ نے پڑھا اس
سے دوسری شاخوں اور دوسرے شعبہ زندگی
کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے"

جدید میڈیکل سائنس کے ایک ادنیٰ طالبعلم
کی حیثیت سے میں نے جو کچھ تحریر کیا ہے
اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے اور تمام انسانوں
کے لئے رحمت اور ہدایت کا ذریعہ بنائے
آمین ثم آمین یہ تو کچھ بھی نہیں اسلام
کی مثال تو ایک سمندر کی سی ہے دنیا نے
جو ترقی کی ہے وہ یونہی ہے جیسے کوئی سمندر
سے ایک قطرہ حاصل کرے اسلام کا عالم
کے لئے ہدایت کا ایک سرچشمہ ہے اور یہ
تا قیام قیامت تمام کائنات کے انسانوں
کے لئے روشنی کا مینار رہے گا

ضمیمہ

مشہور مسلمان سائنسدان

ابو ہاشم خالد - ان کا تعلق خاندانِ
ابو امیہ سے تھا - کیمیا اور طب کے علم و فنون
کے بہت بڑے عالم تھے، انہیں فن کیمیا کا
بانی کہا جاتا ہے - مسلمانوں میں سب سے

پہلے مہارت حاصل کی اور کئی کتابیں لکھیں البیرونی نے ابوہاشم کو مسلمانوں کا سب سے پہلا حکیم تسلیم کیا، مگر افسوس کہ ابوہاشم جوانی میں ہی فوت ہوگئے، لیکن ان کی روشن کی ہوئی شمع سے مسلمان سائنسدان صدیوں تک تحقیق کی راہ پر گامزن رہے"

عبد الملک اصمعی: ۱۲۲ھ میں پیدا ہوئے۔ یہ اہل عرب میں علم الحیوانات (ZOOLOGY) کے ماہر مانے جاتے تھے۔ انہوں نے جانوروں پر بہت سی کتابیں لکھیں ان کی پہلی کتاب "الخیل" گھوڑوں کے متعلق دوسری کتاب "الابل" اونٹوں کے متعلق، تیسری کتاب "الشاۃ" بھیڑوں کے متعلق چوتھی کتاب "الوحوش" جنگلی جانوروں کے متعلق تھی اور پانچویں کتاب "خلق الانسان" میں انسانی جسم کے مختلف حصوں کے باب میں یعنی (ANATOMY) اور ان کے افعال (PHYSIOLOGY) پر روشنی ڈالی گئی تھی

علی ابن الطبری! طبرستان میں ۸۳۸ء کو پیدا ہوئے انکی مشہور کتاب فردوس الحکمۃ علم طب پر ہے۔ فلسفہ زوولوجی، نفسیات (PSYCHOLOGY) اور ایسٹرانومی (ASTRONOMY) پر نہایت اعلیٰ مضامین لکھے ہیں ۸۷۰ء میں وفات پائی،

محمد بن زکریا: جسے انہیں عالم اسلام میں بہت بڑا طبیب ہونے کا اعزاز حاصل ہے یہ ایرانی نسل سائنسدان شہر "رے" (RAY) میں پیدا ہوئے، "المنصوری" ان کی بہت ہی عظیم کتاب ہے جس کی دس جلدیں ہیں ان کی ایک کتاب "الحاوی" بھی سائنس کا خزانہ ہے، کہا جاتا ہے کہ اس سے اچھی کتاب آج تک کسی زبان میں نہیں لکھی گئی

ابوالقاسم مجریطی "ان سائنسدانوں میں سے ہیں جنہوں نے علم الحیوانات (ZOOLOGY) پر کام کیا ہے انکی مشہور کتاب "جانوروں کی نسل" اہل یورپ میں بہت مقبول رہی"

ابوداؤد سلمان بن حسان ابن جلجل کے نام سے مشہور ہیں آپ طبی سائنس کے ماہر تھے، امراض کی تشخیص (DIAGNOSIS) دواؤں کے خواص (ACTIONS) اور ان کے طریقہ استعمال (THERAPEUTIC) میں اپنے زمانہ کے اطباء سے بڑھے ہوئے تھے

ابوالقاسم الزہروی: یہ ایک مایہ ناز سرجن (A SURGEON) اور طبیب (PHYSICIAN) تھے انہوں نے بڑے بڑے اپریشن کئے، اور ان کے لئے ایک یورپی مصنف لکھتا ہے کہ "یورپ کے ان تمام سرجنوں کا جو چودھویں صدی کے بعد گذرے زہروی کی تصانیف پر ہی دارومدار تھا"

ابن زہر: یہ ایک مایہ ناز طبیب تھے اور انکو طب میں وہی مقام حاصل تھا جو الزہروی کو سرجری میں حاصل تھا،

بو علی سینا، عربی طب کو انہوں نے معراج پر پہنچا دیا اور مشرق و مغرب کو یکساں طور پر متاثر کیا، پروفیسر براؤن کا کہنا ہے کہ آج بھی جرمنی کی درسگاہوں میں شیخ کی آراء سے استفادہ کیا جاتا ہے اور بہت سی کتابیں جو اب ان کے اپنے وطن میں نایاب ہیں، یورپ کے کتب خانوں کی زینت بنی ہوئی ہیں، بوعلی سینا نے ۹۹ کتب تحریر کیں جن میں ۱۶ صرف طب پر ہیں

ضیاء الدین ابن بیطار: علم نباتات کے ماہر تھے، اسکی ریسیرچ کے لئے کئی ممالک میں گئے اور کئی پودوں کے بارے میں معلومات حاصل کیں، انہیں پودوں کی تحقیقات کی وجہ سے قرون وسطیٰ کے ماہرین دوا سازوں میں بڑا رتبہ حاصل ہے

علی بن عیسیٰ: اپنے زمانہ کے بلند پایہ ماہر امراض چشم تھے، انہوں نے آنکھ کی بناوٹ، آنکھ کے کام، آنکھ کے امراض پر نہایت اعلیٰ ریسیرچ کی، ان کی ایک کتاب جس میں آنکھ کی ایک سو تیس بیماریوں کا حال بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے اور ساتھ ہی ان غذاؤں کا ذکر بھی ہے جو ان بیماریوں کے لئے بہت مفید ہیں، اس کتاب کے ترجمے لاطینی، فرانسیسی، اور جرمن زبانوں میں بھی ہو چکے ہیں"، مسلمان سائنسدانوں کے کارناموں کا یہ مختصر سا جائزہ ہے اس کے علاوہ اور بہت سے سائنسدان تھے"

بقیہ تعارف و تبصرہ......

کا یہ رسالہ اس نومولود فرقہ کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے بہت کافی ہے،

سوا دو روپے میں یہ رسالہ مکتبہ رشیدیہ آسیا آباد تربت مکران ڈویژن بلوچستان سے دستیاب ہے، اس رسالہ کی بکثرت اشاعت وقت کی اہم ضرورت ہے تاکہ تفرقہ بازی کی لعنت کا شکار امت ایک نئی مصیبت سے محفوظ ہو سکے،

۵

بادۂ شیراز در جامِ اردو

صلاح کار کجا و منِ خراب کجا
ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بہ کجا

چہ نسبت است بہ رندی صلاح و تقویٰ را
سماعِ وعظ کجا — نغمۂ رباب کجا

دلم ز صومعہ بگرفت و خرقۂ سالوس
کجاست دیرِ مغان و شرابِ ناب کجا

بشد زیادِ خوشش، یادِ روزگارِ وصال
خود آں کرشمہ کجا رفت و آں عتاب کجا

ز روئے دوست دلِ دشمناں چہ دریابد
چراغِ مردہ کجا — شمعِ آفتاب کجا

ببیں بسیبِ زنخداں کہ چاہ در راہ است
کجا ہمی روی اے دل بدیں شتاب کجا

چو کحلِ بینشِ ما خاکِ آستانِ شماست
کجا رویم بفرما ازیں جناب کجا

قرار و خواب ز حافظ طمع مدار اے دوست
قرار چیست، صبوری کدام، خواب کجا

لسان الغیب خواجہ حافظ شیرازی رحمتہ اللہ علیہ

صلاح کار کہاں — اور میں خراب کہاں؟
رہِ گناہ کہاں، منزلِ صواب کہاں!

صلاح و تقویٰ کو رندی سے کیا بھلا نسبت!
سماعِ وعظ کہاں — نغمۂ رباب کہاں!

منافقت کی عبادت سے ہے یہ دِل بیزار
کدھر ہے دیرِ مغاں اور شرابِ ناب کہاں

وہ دَورِ وصل فراموش کر دیا تُو نے
کہاں ہیں تیری ادائیں، ترا عتاب کہاں!

ملے گا کیا دلِ حاسد کو حُسنِ رُخ سے ترے
بجھا چراغ کہاں، جلتا آفتاب کہاں

وہ دیکھ سیبِ زنخداں کہ راہ میں ہے کنوّاں
کدھر چلا مرے دل، اس قدر شتاب کہاں

ہے خاک آپ ہی کے دَر کی مجھکو سُرمۂ چشم
پھر کدھر کو میں جاؤں، اجی جناب! کہاں

قرار و خواب کی اُمید اور حافظ سے؟
قرار کیا ہے؟ سکوں کس جگہ ہے، خواب کہاں

— پیمانہ بردارِ میخانۂ حافظ خواجہ آزاد شیرازی مدیر تذکرہ، لاہور

سونے کا بیان

اسلامی معاشرت
مسلسل

مولانا محمد یوسف صاحب
جامعہ اشرفیہ لاہور

چونکہ انسان کا کھانے پینے کے بعد سونے کا کام ہوتا ہے اسلئے اسکے آداب زیر قلم ہیں،

سونے سے قبل کے آداب

(۱) سونے سے پہلے ضروری حوائج سے فارغ ہو جائیے کیونکہ بول و براز (پیشاب پاخانہ) روکنا مضر صحت ہے اور جان لیوا امراض پیدا کرتا ہے،

(۲) سونے سے قبل گھر میں ہر قسم کی آگ بجھا دینی چاہیے اگر سوئی گیس وغیرہ ہو تو اسکو بھی اچھی طرح دیکھ لیجیے اس لئے کہ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لا تترکوا النار فی بیوتکم حین تنامو۱

مت چھوڑو آگ کو اپنے گھروں میں جب کہ تم سونے لگو، (رواہ البخاری و مسلم)

(۳) سونے سے پہلے کھانے پینے کی چیزوں اور انکے برتنوں کو بسم اللہ پڑھ کر ڈھانپ دیجیے، یہ دفع البلاء والوباء کا بہترین طریقہ ہے

(۴) سونے سے پہلے اپنے گناہوں سے توبہ کیجیے کیونکہ النوم اخو الموت سونا موت کی طرح ہے،

(۵) سونے سے پہلے چہل قدمی کر لیجیے تاکہ رات کا کھانا ہضم ہو جائے کھانے کے فوراً بعد نہ سوئیے،

(۶) سونے سے پہلے اپنے بستر کو جھاڑ لیجیے،

(۷) اپنے بستر کے کنارے زمین پر نہ لگنے دیجیے ورنہ اسکے سہارے کیڑے مکوڑے بستر پر آجائینگے،،

(۸) بیدار ہونے کے بعد وضو کرتے وقت ناک کو تین بار صاف کر لیجیے کیونکہ شیطان رات ناک کے نتھنوں میں گذارتا ہے (بخاری شریف)

(۹) سونے سے پہلے یہ سب دعائیں پڑھیے،

دعاء نمبر (۱)

باسمک ربی وضعت جنبی و بک ارفعہ ان امسکت نفسی فاغفر لہا وان ارسلتہا فاحفظہا بما تحفظ بہ عبادک الصالحین

اے میرے رب تیرے ہی نام کے ساتھ میں نے اپنا پہلو رکھا ہے اور تیرے ہی نام سے اٹھونگا اگر تو میری جان کو روک لے تو اسکی مغفرت کر دیجیو، اور اگر تو اسکو چھوڑے تو اسکی ایسی ہی حفاظت کر جس طرح کہ تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت کرتا ہے،

دعاء نمبر (۲)

بسم اللہ وضعت جنبی اللّٰھم اغفر لی ذنبی واخسأ شیطانی وفک رھانی وثقل میزانی واجعلنی فی الندی الاعلیٰ،

اللہ کے نام کے ساتھ میں نے اپنا پہلو رکھا اے اللہ تو میرے گناہوں کو بخشدے اور میرے شیطان کو دور کر دے اور میری گردن کو آزاد کر دے اور میرے اعمال کی ترازو کا پلہ بھاری کر دے اور مجھے اعلیٰ طبقہ میں شامل کر دے،،

دعا نمبر (۳)

اللّٰھم قنی عذابک یوم تبعث عبادک

اے اللہ تو مجھے اپنے عذاب سے بچائیو جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائے،،

دعا نمبر (۴) باسمک ربی فاغفر لی

اے میرے رب میں تیرے نام کے ساتھ (لیٹا ہوں) پس میری مغفرت فرما،،

دعاء نمبر (۵)

باسمک وضعت جنبی فاغفر لی

اے میرے رب تیرے ہی نام کے ساتھ لیٹا ہوں پس میری مغفرت فرما،،

دعاء نمبر (۶)

اللّٰھم باسمک اموت واحیٰی

اے اللہ تیرے نام کے ساتھ میں زندہ ہوں اور مروں گا،،

دعاء نمبر (۷)

الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وکفانا واوانا فکم ممن لا کافی لہ ولا مؤوی،

شکر ہے اس اللہ کا جس نے ہمیں کھلایا پلایا اور ضرورتوں کو پورا کیا اور ہمیں ٹھکانا

دیا، پس کتنے لوگ ہیں جنکی ضرورتیں پوری کرنے والا اور ٹھکانا دینے والا کوئی نہیں

دعا نمبر (۸)

اللھم غارت النجوم وھدأت العیون وانت حی قیوم لا تاخذک سنۃ ولا نوم یاحی یا قیوم اھدئ لیلی وانم عینی

اے اللہ ستارے چھپ گئے اور آنکھیں بھی ڈوب گئیں اور تو زندہ رہنے والا اور قائم رکھنے والا ہے تجھے نہ تو اونگھ آتی ہے اور نہ نیند، اے حی و قیوم تو میری رات کو بھی پرسکون بنا دے اور میری آنکھوں کو بھی نیند بخش دے"

بیدار ہونے کے بعد یہ دعا پڑھے

الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ النشور،

اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندگی بخشی اور اسی کی طرف مر کر جانا ہے

" " " " " " " " " " "

پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی

(۱) ادارہ کو رقم ارسال کرتے وقت وی، پی کی تاریخ ضرور درج کیجئے (۲) اپنا پتہ مکمل اور صاف صاف لکھیے۔ ڈاک خانہ و ضلع تحریر کیجئے (۳) مستقل خریدار اپنا خریداری نمبر ضرور لکھا کریں، اس کے بغیر تعمیل حکم مشکل ہے

(۴) پرچہ وصول نہ ہونے کی اطلاع اسی ہفتہ عشرہ میں دیں۔ تاکہ دوبارہ ارسال کیا جاسکے۔

(۵) اگر ایک ہفتے میں خط کا جواب نہیں ملا۔ یا حکم کی تعمیل نہیں ہوئی، تو سمجھئے کہ وہ محکمہ ڈاک کی "نوازشوں" کا شکار ہو گیا۔ لہذا دوبارہ لکھیے، جواب طلب امور کے لیے چالیس پیسے کے ڈاک ٹکٹ ارسال فرمایئے (۶) جو پرچہ وی، پی کے ساتھ ارسال کیا جاتا ہے۔ مدت خریداری اس شمارے سے تصور نہیں کی جائے گی بلکہ جس تاریخ کو زرسالانہ موصول ہوگا اس تاریخ سے مدت خریداری شروع ہوگی (۷) چٹ پر سرخ نشان چندہ ختم ہونیکی علامت ہے۔ ایسی صورت میں اگلے سال کی خریداری کے لیے زرسالانہ بذریعہ منی آرڈر ارسال کیجئے۔ بصورت دیگر پرچہ بذریعہ وی، پی ہی ارسال کیا جائے گا۔ جسے وصول کرنا آپ کا اخلاقی فرض ہے۔

(ادارہ)

سرکولیشن منیجر ہفت روزہ "خدام الدین" شیرانوالہ دروازہ —— لاہور

تعارف و تبصرہ

تذکیر بسورۃ الکہف

مادر علمی دار العلوم دیوبند کے فرزند مولانا سید مناظر احسن گیلانی صدر شعبہ دینیات عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد دکن نے تحریری میدان میں اتنی خدمات سر انجام دی ہیں کہ لوگ انہیں سلطان القلم کہتے ہیں مرحوم کی یہ کتاب ان کے ایک نیاز مند مولانا غلام محمد نے مدون کی اور مولانا نے اپنی زندگی میں کراچی کے ایک بڑے ادارہ کو ان کی خواہش کے مطابق طباعت کے لئے بھیج دی،

لیکن ایک سے دوسرے اور دوسرے سے تیسرے ادارہ میں منتقل ہونے کے باوجود کسی وجہ سے نہ چھپ سکی تا آنکہ مولانا اس دنیا سے رخصت ہو گئے اور اب اسکی طباعت کا سہرا بلوچستان جیسے پسماندہ علاقہ کے دور دراز مقام پر بسنے والے ایک صاحب دل اور صاحب ہمت انسان کے سر ہے جس نے مکتبہ رشیدیہ کے نام سے علم و دین کی خدمت شروع کر رکھی ہے۔

دجال شخص معین کے ساتھ ساتھ ایک مستقل فتنہ اور تحریک بھی ہے جسکا مقصد انسانوں کے دین کو غارت کرنا ہے یہ دجالی فتنہ یورپ میں ننگا ناچ ناچ رہا ہے اور بدقسمتی سے اس ناچ سے اہل اسلام بھی متاثر ہو رہے ہیں جس کی وجہ سے خود اسلامی معاشرہ میں اپنی قدریں ڈھیلی پڑ گئیں، اور مسلمان مختلف قسم کی فتنہ سامانیوں کا شکار ہو گئے، دجالی فتنہ کی حضور علیہ السلام کو اتنی فکر تھی کہ آپ ہر نماز کے بعد اس سے پناہ کی دعا مانگتے اور امت کو اس دعا کی تعلیم کے ساتھ ساتھ سورۃ الکہف کی ہر جمعہ تلاوت کی طرف متوجہ کیا اور فرمایا کہ اس طرح تم اس فتنہ سے محفوظ رہو گے، دجالی فتنہ سے حفاظت کی ضمانت سورۃ کہف میں کیوں دی گئی ہے؟ یہی سوال ہے جس پر فاضل گیلانی نے اپنے مخصوص انداز میں روشنی ڈالی ہے مولانا مرحوم کی یہ بات بالکل صحیح ہے کہ

"ایمانی زندگی کے ساتھ جو جینا چاہتے ہیں اور اسی پر مرنا چاہتے ہیں ان کے لئے اس کتاب میں طمانیت و سکینت کا کافی سرمایہ جمع کر دیا گیا ہے"

اس کتاب سے علمی نکات، دینی معلومات اور ایک عظیم فتنہ سے بچنے کا بہترین سرمایہ موجود ہے"

ساڑھے تین صد صفحات کی خوبصورت ترین کتاب "مکتبہ رشیدیہ آسیا آباد تمپ مکران ڈویژن بلوچستان سے ۴/۲ روپے میں دستیاب ہے ہمیں امید ہے کہ اہل علم و ذوق حضرات ایک پسماندہ علاقہ کے اہل دل کی سرپرستی کرینگے تاکہ یہ کار خیر جاری رہ سکے"

نشر الطیب

حضرت مولانا مفتی الٰہی بخش صاحب کاندھلوی کے رسالہ شیم الحبیب کا اردو ترجمہ حکیم الامت تھانوی نے کیا جو آپ کی کتاب نشر الطیب میں شامل ہے، یہ مختصر رسالہ جناب نبی کریم علیہ السلام کے حالات اور آپ کے اخلاق و عادات کا معتبر مجموعہ ہے جسے افادہ عام کے لئے مکتبہ عثمانیہ نزد مدرسہ حنفیہ اشرف العلوم ہرنولی ضلع میانوالی نے الگ شائع کر دیا ہے"

دو روپے میں یہ رسالہ دستیاب ہے ایسے تبلیغی رسائل کی قیمت میں کمی بہتر ہے

گلدستہ نماز

جناب فضل الرحمن کلیم صاحب کا مرتب شدہ گلدستہ نماز، صوفی محمد صدیق اینڈ کو سرکلر روڈ بیرون دہلی گیٹ لاہور نے بڑے ہی خوبصورت انداز سے چھاپا ہے، حضرت الامام لاہوری نے فاضل مصنف کے ترجمہ کی بیحد تعریف فرمائی اور اسکی زیادہ سے زیادہ اشاعت پر زور دیا تھا، نماز اور متعلقہ مسائل کے سلسلہ میں بڑا قیمتی تحفہ ہے، جو ایک پوسٹ کارڈ لکھکر مفت حاصل کیا جا سکتا ہے اللہ تعالیٰ اہل ثروت کو توفیق دے کہ وہ اس قسم کا لٹریچر زیادہ سے زیادہ پھیلا سکیں، ہم جناب ناشر کو مبارک باد دیتے ہیں"

ذکری دین کی حقیقت

بلوچستان کے بعض علاقوں میں ذکری دین کے نام سے ایک نیا فتنہ پھیل رہا ہے اور بلوچستان کے بعد سندھ کے بعض علاقے بھی اس سے متاثر ہو رہے ہیں اس عجیب و غریب فرقہ کی کیا حقیقت ہے، اس پر ہمارے فاضل دوست مولانا احتشام الحق صاحب آسیا آبادی نے قلم اٹھایا ہے، ۸۰ صفحات

(باقی ۳۱ پر)

مطبوعات انجمن خدام الدین

ایک طویل مضمون کا ایک حصہ

علماء اور حکومت

مولانا سعید احمد اکبرآبادی ایم اے

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کو نامور عالم اسماعیل بن علیہؒ کے متعلق معلوم ہوا کہ انہوں نے تحصیلداری کا عہدہ قبول کر لیا ہے تو حسب ذیل اشعار لکھ بھیجے ؎

یا جاعل العلم له بازاً
یصطاد اموال المساکین
احتلت للدنیا ولذاتها
بحیلة تذهب بالدین
فصرت مجنوناً بها بعد ما
کنت دواءً للمجانین
این روایاتك فیما مضى
عن ابن عونٍ و ابن سیرین
ودرسك العلم بآثاره
وترکك ابواب السلاطین
تقول: اکرهت فماذا کذا
زل حمار العلم فی الطین

(ترجمہ) اے علم کو ایسا باز بنانے والے جو غریبوں کے مال کا شکار کرے، تو نے دنیا اور اس کی لذتوں کے لئے ایسا حیلہ تراشا ہے جو دین کو لے ڈوبے گا تو دنیا کی محبت میں پاگل بن گیا، حالانکہ تو خود دیوانوں کے لئے دوا کا حکم رکھتا تھا۔ گزشتہ زمانہ میں تو ابن عون اور ابن سیرینؒ سے جو روایات بیان کرتا تھا اب وہ کہاں ہیں؟ اور وہ درس علم اور بادشاہوں کے دروازہ کو ترک کر دینا کہاں ہے؟ تو کہتا ہے کہ میں (شاہی نوکری قبول کرنے پر) مجبور کر دیا گیا تھا مگر نہیں، ایسا نہیں ہے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ علم کا گدھا کیچڑ میں پھسل گیا۔

پھر صرف اکابر علما اور مشائخ کا ذکر نہیں۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے بعد بعض اجلۂ صحابہ نے اسی دور فتن کے پیش نظر اہل علم کے لئے حکومت سے تقرب کو خطرناک قرار دیا تھا۔ حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے — ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم پر بادشاہوں کی حکومت ہوگی وہ اچھے بُرے کام کریں گے۔ ان کی برائیوں پر جو اعتراض کرے گا خدا کے سامنے وہ بری الذمہ ہوگا، اور جو خاموشی اختیار کرے گا مگر دل میں انہیں بُرا سمجھے گا وہ بھی (عذاب الٰہی) سے بچ جائیگا لیکن جو ان کاموں پر راضی ہوگا اور بادشاہوں کے پیچھے لگ گیا تو خدا اسے ہلاک کر دے" — حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا۔ شاہی ڈیوڑھی پر فتنے اسی طرح جمے بیٹھے رہتے ہیں جس طرح اونٹ اپنے تھانوں پر جم کے بیٹھے رہتے ہیں — قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم ان کی دنیا میں سے جتنا پاؤ گے اس سے زیادہ وہ تمہارے دین میں سے لے لیں گے۔

بات اگرچہ طویل ہوگئی لیکن در اصل دکھانا یہ تھا کہ اگر علما نے اجتناب کی پالیسی اختیار کی تو اس کی بنیاد احساس کمتری پر نہیں تھی، جیسا کہ آپ فرماتے ہیں بلکہ مسلمانوں اور خود سلطنت کی خیرخواہی کے جذبہ سے تھی اور فرمانِ نبویؐ، ارشاداتِ صحابہؓ اور علمائے متقدمین کے اقوال و آرا پر مبنی تھی۔

یہاں تک علما کے صرف ایک طبقہ کا ذکر ہوا ہے، دوسرا جو نسبتاً اقلیت میں تھا، اس کی رائے یہ تھی کہ بادشاہ خواہ کیسے ہی کیوں نہ ہوں بہرحال ان سے ربط و ضبط رکھنا چاہیے تاکہ ان کو ان کی غلطیوں اور برائیوں پر ٹوکا جائے ورنہ ان سے دور رہنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ شتر بے مہار کی طرح آزاد ہو جائیں گے۔ اور روک ٹوک کے بغیر جو جی میں آئے گا کرتے رہیں گے، چنانچہ عروہ بن زبیرؒ امام زہریؒ اور ان کے طبقہ کے لوگ، اسی طرح حضرت ابی ذرءبؒ رجاء بن حیوۃؒ، حسن بصریؒ۔ ابوالزنادؒ۔ امام مالکؒ۔ امام اوزاعیؒ — اور امام شافعیؒ — یہ سب اسی طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ حضرات دربار

سلطانی سے تعلق رکھتے تھے مگر ان کی غرض کیا تھی؟ اس کا اندازہ اس سے ہوگا کہ ایک مرتبہ کسی نے امام مالکؒ سے کہا کہ آپ ان حکام کے پاس جاتے ہیں حالانکہ یہ لوگ ظالم اور متکبر ہیں"۔ جواب میں فرمایا" ہاں تم پر خدا کی رحمت، اگر میں بھی ان کے پاس نہ جاؤں تو کلمۂ حق کا اعلان کون کرے گا؟ ۔۔ لیکن حکام اور اہل حکومت کے ساتھ یہ ربط و ضبط اور تعلق رکھنے کے باوجود یہ علما اپنی خودداری اور عالمانہ وقار و شان استغنا کو کس طرح قائم رکھتے تھے؟ اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ خلیفہ ہارون رشید نے حج کے بعد مدینہ میں حاضری دی تو امام مالکؒ کی خدمت میں پانچ سو دینار کا ایک توڑا بھی نذر پیش کیا پھر جب واپس ہونے لگا تو امام عالی مقام سے درخواست کی کہ اس کے ہمراہ بغداد تشریف لے چلیں۔ یہ سن کر امام مالکؒ نے قاصد سے کہا اپنے آقا سے کہہ دینا تمہاری تھیلی اسی طرح سر بمہر رکھی ہوئی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ" مدینہ اپنے باشندوں کے لئے بہترین مقام ہے ۔ بشرطیکہ وہ سمجھیں"۔

بہرحال علما پہلے طبقہ سے تعلق رکھتے ہوں یا دوسرے سے ان میں سے ہر ایک کا عمل اور حکومت کے ساتھ ان کی روش کسی اپنے ذاتی جذبہ یا نفسیاتی کیفیت پر مبنی نہیں تھے بلکہ جو کچھ بھی تھا شرعی مصلحت کے تقاضا سے تھا۔

یہ جتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ علما سے میری مراد علمائے حق ہے اس میں شک نہیں کہ علمائے سُوء کے ہاتھوں اسلام اور مسلمانوں کو سخت اور ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے لیکن کیا کیجئے کہ فطرت کا قانون کچھ ایسا ہی ہے کہ چراغ مصطفوی کو شرار بولہبی سے ہمیشہ سابقہ رہا ہے، اس چمن زار ہستی کی خصوصیت ہی یہ ہے کہ پہلو میں اگر کانٹے نہ ہوں تو پھولوں کے حسن کا رنگ زیادہ شوخ بھی نہیں ہوتا۔ وہ کونسا گروہ اور طبقہ ہے جس میں اچھے برے دونوں قسم کے لوگ نہیں ہوتے؟ حکمرانوں میں، امیروں اور وزیروں میں ڈاکٹروں میں، وکیلوں میں، تاجروں اور دکانداروں میں، ہر ایک میں اچھے بھی ہوتے ہیں اور برے بھی، اور آپ چند برے افراد کی وجہ سے پورے طبقہ سے متنفر نہیں ہو جاتے بلکہ اس کی اہمیت اپنی جگہ تسلیم کرتے ہیں۔ پس اسی طرح اگر علماء میں بھی کچھ افراد علمائے سُوء کا مصداق ہوئے تو آپ کو یا کسی کو زیبا نہیں ہے کہ ان چند لوگوں کی برائیوں کا ذمہ دار پورے طبقہ ہی کو قرار دیں۔ لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی اور وَلَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِزْرَ اُخْرٰی ارشاد ربانی ہے۔

آپ نے اپنے خط میں علما کی نسبت جو باتیں لکھی تھیں میرا خیال ہے کہ میں سطور بالا میں ان سب کا جواب عرض کر چکا ہوں، اب حکمران طبقہ کے متعلق آپ نے جو ریمارک کیا ہے اس کے بارے میں مختصراً گزارش کرتا ہوں۔ معلوم نہیں آپ نے یہ کیسے لکھ دیا کہ (۱) حکمران طبقہ کا آپس میں کبھی ایسا اختلاف نہیں ہوا جس کی مصالحت نہ ہو سکے۔ اور (۲) حکمران طبقہ میں یک جہتی زیادہ ہے بہ نسبت علما کے ۔۔ عرض یہ ہے کہ اگر اس سے آپ کی مراد پاکستان کا موجودہ حکمران طبقہ ہے تو میں اس کو تسلیم کر سکتا ہوں، اگرچہ یہ پھر بھی کہوں گا کہ یہ طبقہ دراصل فوجی ہے جو اس وقت حکمرانی کر رہا ہے اور یہ مسلمہ بات ہے کہ اس طبقہ میں ڈسپلن، نظم و نسق اور یک جہتی سب سے زیادہ ہوتی ہے۔ اس بنا پر پاکستان کے موجودہ حکمران طبقہ میں ان اوصاف کے پائے جانے کی وجہ یہ ہے کہ وہ اصلاً ملٹری سے تعلق رکھتے ہیں۔ ورنہ ظاہر ہے موجودہ حکومت سے پہلے جو وزارتیں بن بن کے بگڑ گئیں ان کا حال ساری دنیا کو معلوم ہے اور انہوں نے ملک اور قوم کی جو گت بنا دی تھی وہ کوئی چھپا ہوا بھید نہیں ہے۔

لیکن اگر آپ کی مراد یہ ہے کہ تاریخ میں حکمران طبقہ کی خصوصیات ہمیشہ یہی رہی ہیں تو میری سمجھ میں نہیں آتا آپ نے ایک ایسی بات کیوں کر لکھ دی جس کی واضح اور صاف تردید تاریخ اسلام کا صفحہ صفحہ کرتا ہے ذرا سوچئے تاریخ اسلام کی پوری طویل مدت میں جو بار بار حکومتیں بگڑی اور مٹی ہیں، بغاوتوں کے طوفان اٹھے، خانہ جنگیوں نے ملک کا امن و امان تباہ و برباد کر کے رکھ دیا، طوائف الملوکی نے عوام اور خواص کی زندگی اجیرن بنا دی، بھائی بھائی سے دست و گریبان رہا، اور چچا بھتیجا سے سرگرم پیکار، ان تمام چیزوں کا باعث ہمیشہ حکمران طبقہ رہا ہے یا علما کا طبقہ؟ بیشک لڑائیاں علماء میں بھی ہوئی ہیں جیسا کہ خود آپ نے بھی تحریر کیا ہے۔ لیکن دونوں طبقوں کی باہمی جنگ آزمائیوں کا مقابلہ و موازنہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ علماء کی آپس کی لڑائیوں میں جو خون بہا ہے اس کو حکمران طبقہ کی باہمی جنگوں میں بہنے والے خون کے ساتھ وہی نسبت ہے جو ایک جوئے کم آب کو ایک بحر ذخار کے ساتھ ہوتی ہے۔

عام طور پر لوگ شکایت کرتے ہیں اور آپ نے بھی کی ہے کہ علما میں کبھی اتفاق نہیں ہوا، وہ کبھی کسی بات پر متفق نہ ہو سکے اور ہمیشہ ایک دوسرے کے خلاف نبرد آزما رہے ہیں۔ گزارش یہ ہے کہ یہ اختلاف جو ایمانداری سے کسی ذاتی غرض کے بغیر ہو (علمائے سُوء خارج از بحث ہیں) برا نہیں اچھا ہے، بلکہ اسلام جیسے عالمگیر اور وسیع مذہب کیلئے ناگزیر ہے۔

ہر تحریک کا خاصہ ہے کہ ابتدا میں اس کے کارکنوں میں کچھ زیادہ

اختلاف نہیں ہوتا لیکن جب وہ تحریک بڑھتی اور پھیلتی ہے اور مختلف مزاج اور طبیعت کے لوگ اس میں شامل ہو جاتے ہیں تو اب اس تحریک کی عمر جتنی زیادہ ہوتی جاتی ہے اسی قدر اس کے ماننے اور چلانے والوں میں اختلافات زیادہ پیدا ہوتے جاتے ہیں۔ اسلام کے ساتھ بھی یہی معاملہ پیش آیا اور اس میں شبہ نہیں کہ مسلمانوں میں جو اختلاف سیاسی اغراض و مقاصد کے تحت پیدا ہوا اس نے اسلام کو شدید نقصان پہنچایا لیکن اس کے برعکس جو اختلاف سیاسی اغراض و مقاصد کے تحت پیدا ہوا اس نے اسلام کو شدید نقصان پہنچایا لیکن اس کے برعکس جو اختلاف فقہ اور استنباط احکام کی راہ سے داخل ہوا اس نے اسلام کو بے حد فائدہ پہنچایا۔ اس کی وجہ سے احکام شریعت میں وسعت اور لچک پیدا ہوئی، استنباط احکام کے اصول اور قواعد مرتب ہوئے اور یہ معلوم ہوا کہ احوال و ظروف کے تغیر و تبدل کی وجہ سے احکامِ سابقہ میں کس حد تک تغیر و تبدل کیا جا سکتا ہے اور کسی ملک اور قوم کے لوگوں کے عرف و عادت اور ان کے رسم و رواج کو اسلامی احکام و قوانین کے ساتھ ہم آہنگ بنایا جا سکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دونوں باتیں منقول ہیں۔ آپؐ نے مستقبل میں اختلافِ امّت پر اپنے شدید غم و غصہ کا اظہار فرمایا ہے، چنانچہ بخاری میں حضرت زینبؓ بنت جحش سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خواب سے بیدار ہوئے تو روئے مبارک سرخ تھا اور فرما رہے تھے — اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، عرب کے لئے اس شر سے ہلاکت ہوگی جو قریب آگیا ہے اور اس سے اشارہ اس اختلاف کی طرف تھا جو ان میں پیدا ہوا، اور ساتھ ہی آپؐ نے اختلاف کو رحمت فرمایا ہے ان دونوں اقوال کی توجیہ یہی ہے کہ پہلی قسم کا اختلاف جو سیاست اور خاندانی یا نسلی عصبیّت کی راہ سے آیا وہ سر تا سر شر تھا اور اس سے اسلام میں رخنے اور مسلمانوں میں تفرقے پیدا ہوئے لیکن جو اختلاف فقہ کی راہ سے ظہور پذیر ہوا اس سے اسلامی احکام میں وسعت اور فراخی پیدا ہوئی۔ چنانچہ خود صحابۂ کرامؓ میں فروعی مسائل میں جو اختلاف تھا۔ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے اپنے ایک قول میں اس پر مسرّت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اگر صحابہؓ میں یہ اختلاف نہ ہوتا تو ہم ضیق میں ہوتے پھر یہ بھی دیکھیے کہ یہ اختلاف کہاں نہیں ہوتا ہے؟ فلاسفہ اور حکما میں ہوتا ہے، قانون دانوں میں ہوتا ہے، ایک ہی علم و فن کے مختلف اصحاب میں ہوتا ہے۔ لیکن کیا اس اختلاف کا نتیجہ یہی ہوتا ہے کہ آپ قانون، فلسفہ یا متعلقہ علم و فن سے ہی دستبردار ہو جائیں یا ان آپس میں اختلاف کرنے والوں سے بیزاری کا اظہار کرنے لگیں۔ اچھے بڑے ڈاکٹروں، پروفیسروں، ارباب سیاست، امرا، فلاسفہ اور ادبا اور شعراء کی وجہ سے ان لوگوں کا طبقہ بُرا نہیں بن جاتا، اسی طرح چند علمائے سو جن کی شناخت چنداں مشکل نہیں ہے ان کی وجہ سے علما کا طبقہ بھی مذموم نہیں ہو جاتا۔ اگر کسی قانون کی تنقید کے لئے اس کے شارحین اور مبصرین کا وجود ناگزیر ہے تو بے شبہ اسلامی احکام کی تنقید کیلئے ایک ایسے طبقہ کی ضرورت سے انکار نہیں کیا جا سکتا جس کے افراد نے عمریں صرف کر کے اسلامی شریعت میں بصیرت اور درک و کمال حاصل کیا ہو۔

جہاں تک آپ کے خط کا تعلق ہے اس کا جواب پورا ہو گیا۔ اب آخر میں یہ عرض کرنا بھی ضروری ہے کہ آپ نے بُرہان میں میرے جن نظرات کو ملاحظہ فرما کر یہ خط لکھا ہے ان کے لکھنے سے میرا جو مقصد تھا اور جو اُن کی اصل اسپرٹ تھی غالباً آپ اس کو صحیح طور پر محسوس نہیں کر سکے ورنہ اس خط کی ضرورت نہ تھی میں نے "نظرات" میں نہ حکمران طبقہ کی مذمت کی تھی اور نہ علما کی مدح اور ستائش، بلکہ مقصد صرف یہ تھا کہ جدید سائنس جدید علوم و فنون، مغربی تہذیب کے عالمگیر اثرات اور بین الاقوامی سیاسی اور تمدنی افکار و حالات کی وجہ سے اسلامی سماج کے سینکڑوں نئے نئے مسائل پیدا ہو گئے ہیں جن سے کسی ایک ملک کے نہیں بلکہ دنیا کے تمام مسلمان آج کل دوچار ہیں اور علما کا فرض ہے کہ جن اصولِ اجتہاد کی روشنی میں فقہائے متقدمین نے اپنے زمانہ کے جدید معاملات و مسائل کا حل پیدا کر لیا تھا انہیں سے کام لے کر وہ آج کے مسائل کا حل معلوم کریں۔ مصر کا جدید تعلیم یافتہ طبقہ آجکل یہ کام کر رہا ہے اور اسلامی فقہ اس کی علمی تحقیقات کا بہت اہم موضوع بنا ہوا ہے۔ دوسرے ملکوں کے علما کا بھی فرض ہے کہ اپنے اپنے ملک کے خاص حالات کے پیش نظر اس نوع کے کام کی طرف زیادہ سے زیادہ متوجہ ہوں۔ یہ کام حکمران طبقہ اور علما کے باہمی تعاون اور اشتراک سے ہی ہو سکتا ہے حکمران طبقہ کے ہاتھ میں قوت تنفیذ ہے اور علماء تقنین کر سکتے ہیں۔ گویا آجکل کی زبان میں علماء کی حیثیت وہی ہے جو ممبران پارلیمنٹ کی ہوتی ہے۔ اگر کوئی حکومت پارلیمنٹ کو بالکل نظرانداز کر دے یا پارلیمنٹ حکومت سے تعاون نہ کرے دونوں صورتوں میں ایک عوامی اور جمہوری حکومت قائم نہیں رہ سکتی۔

میں یہ بھی واضح کر دوں کہ میری یہ گفتگو صرف ایک اصولی گفتگو ہے۔ پاکستان میں ابھی جو اصلاحات نافذ ہوئی ہیں وہ اسلامی نقطۂ نظر سے کیسی ہیں؟ اس کے متعلق میں نے ابھی تک اپنی کوئی رائے ظاہر نہیں کی ہے۔

آیت کریمہ ۔ ۲۴؍ جنوری کو ہوگی "انشاء اللہ"

تمہیں آہ — تقلیدِ مغرب نے مارا

نفیس خلیلی مرحوم

نقاب اُٹھ گیا رہ گئی بے نقابی — حیا چل بسی، آگئی بے حجابی
جو ننگی ہے پنڈلی، کھلی ہے کلائی — سرِ عام ہوتی ہے جلوہ نمائی

حیا سوز بیٹی کا اللہ والی — مقدّر کی ہیٹی کا اللہ والی
جو عریاں ہیں بازو، برہنہ ہیں سینے — اقارب ہیں سب بے حمیّت کمینے
سمندر ہے اور کاغذی ہیں سفینے — جہنّم ہے اور کانچ کے آبگینے
وہ بھائی ہے ملعون جس کی بہن ہے — وہ دولھا ہے نامرد جس کی دلہن ہے
مسلمان عورت — دوکانوں پہ جائے — حیا سوز چہرے سے برقعہ اٹھائے
دلوں پر نگاہوں کا سکّہ جمائے — تُو دیکھے مگر تجھ کو غیرت نہ آئے
یہ عصمت فروشی ہے عصمت مآبی — مسلمان عورت ہے یا مُرغِ آبی
کہ سینے کو تانے چلی آرہی ہے — زمیں بارِ عصیاں سے تھرّا رہی ہے
دُکانوں پہ پھیلی ہوئی چار سُو ہے — شب و روز اغیار سے دُو بدُو ہے
سرِ عام شورش پسند اس کا آہنگ — نہ مجمع سے خائف نہ انبوہ سے دنگ
کہیں اس سے صرّاف کا قافیہ تنگ — کہیں بے حجابانہ بزّاز سے جنگ
یہ ہیں کجکلاہانہ شانیں تمہاری — یہ ہیں چشمِ بد دُور آنیں تمہاری

حیا سوزیاں، خامشی سے گوارا!
تمہیں آہ! تقلیدِ مغرب نے مارا